سورگ کی کھوج

(ایک ناٹک)

دینو بھائی پنت

سنہ ۱۹۶۳ء

پہلا ایڈیشن

طباعت:- چاند پریس جموں

قیمت
دو روپے پچاس نئے پیسے

ڈوگری سنستھا پکہ ڈنگہ جموں

تعارف

دینو بھائی پنت جی کا یہ ناٹک اردو کے ڈرامائی ادب میں اپنے موضوع
کی تاریخی اہمیت کے اعتبار سے، ایک اہم اضافہ ہے۔ اس ناٹک کا محرک کشمیر کی حسین
وادی میں انسانوں کی آبادی کی ابتدا کی ایک قدیم روایت ہے۔ روایت کے مطابق
وادیٔ کشمیر زمانہ قدیم میں ایک جھیل تھی جو ستی سر کے نام سے موسوم تھی۔ اس جھیل
کے اطراف پہاڑیوں پر انسانوں کی ابتدائی آبادیاں بسی تھیں۔ وادیٔ کشمیر کی زرخیز زمین
میں پائے جانے والے بعض پودے اور پہاڑوں پر دو کا بندھن کے تہ تہ ہوئے
پتھر، اس روایت کے ثبوت میں پیش کیے جاتے ہیں۔ روایت یہ بھی بتاتی ہے کہ ستی سر
جلادھو نامی ایک راکشس کا مسکن تھی۔ جو لوگوں کو دق کرتا اور ستاتا تھا۔ لوگوں نے
اس کے مظالم سے تنگ آکر، اندر تک اس کی شکایت پہنچائی۔ اندر نے اس راکشش
کے عذاب سے لوگوں کو چھڑانے کے لئے، بارہمولہ کے قریب پہاڑیوں پر اپنا رتھ
چلا دیا، جس سے پہاڑ کٹ گئے۔ اور ستی سر کا پانی بہہ کر وادی کی زمین برآمد ہو گئی۔
اب جلادھو نے یہ تدبیر کی کہ گھنے دھوئیں کے بادل پیدا کر کے، اس کے اندر
چھپ گیا۔ اور اس طرح اندر کی سرزنش سے اپنے آپ کو بچانا چاہا۔ لیکن دیوی
ہارکی نے ایک شارکیا یعنی مینا کی شکل اختیار کی۔ اور ایک بڑا پہاڑ اپنی چونچ میں اٹھا کر
دھوئیں کے بادلوں میں چھوڑ دیا۔ اس پہاڑ کے نیچے جلادھو دب کر فنا ہو گیا۔ اور نئی برآمد
شدہ زمین پر انسان آباد ہو گئے۔ یہ پہاڑی اب ہاری پربت کے نام سے موسوم

ہے، اور وادی کے بیچوں بیچ واقع ہے اس پر اکبر، کا تعمیر کرایا ہوا قلعہ موجود ہے
اس ناٹک کے مصنف نے روایت کو ایک زیادہ انسانی اور حقیقت نما
پہلو دیا ہے۔ پہاڑوں کی ابتدائی آبادی کے کل پتی ہیں کیشپ رشی نے پہاڑوں
پر لوگوں کی بڑھتی ہوئی آبادی اور لوگوں کی اپنی مویشیوں کو چارہ نہ ملنے کی شکایت کی
بنا پر یہ سوچا تھا کہ کسی طرح پہاڑوں کو کاٹ کر اس جھیل سے پانی کی نکاسی کا انتظام
ہو جائے، تو ستی سر کی زمین انسانوں کی آبادی کے لیے برآمد کی جا سکے گی۔ اور لوگوں کی
اپنے مویشیوں کیلئے چارہ کی قلت کی شکایت رفع ہو جائے گی۔ اتفاق سے آریا مان
یعنی ایرانیوں کی افواج کا سپہ سالار، آندر، اپنی فوج کی پسپائی کے بعد زخمی ہو کر کاشر
یعنی کشمیر کی پہاڑیوں کی طرف بھاگ آتا ہے۔ اُسے یہیں کی دھات دریافت ہو گئی
تھی۔ اب کیشپ رشی کے خواب کے پورا ہونے کا وقت آگیا۔

ستی سر سے پانی کی نکاسی کی روایت، کشمیر میں انسانوں کی آبادی کے
بہت ہی ابتدائی دور سے تعلق رکھتی ہے۔ اس کا تعلق شاید اس عہد سے ہے جب
ایران میں آریوں کی آپس میں رقابتوں اور ان کے مویشیوں کے لیے چارہ کی قلت
نے انہیں دشوار گذار پہاڑوں کو عبور کر کے، بھارت کی طرف اور کشمیر کی پہاڑیوں کی
طرف نقل مقام کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔ شاید کچھ قافلے دوستان اور بلتستان کی
طرف سے بھی آئے۔ ان بچھڑے ہوئے قبیلوں کی زبان میں ایرانیوں کی زبان کے
مقابلے میں رفتہ رفتہ کچھ صوتی اور لسانی اختلافات بھی پیدا ہو گئے تھے۔ اس
ماقبل تاریخ روایت کو، زندگی کا روپ عطا کرنا، بجائے خود تخیل کا ایک یادگار
کارنامہ اور اُسے ادبی شکل و صورت دینا ایک مستحسن سعی ہے۔

ناٹک کے مطالعے سے اندازہ ہوتا ہے کہ پنڈت جی کی ادبی تربیت ایسے
روایتی موضوعات کو حیاتِ نو بخشنے کی پوری صلاحیت رکھتی ہے ...

کے بڑے اچھے شاعر ہیں، اور شاید اس نسل کے شعراء میں سرِ برآوردہ مقام رکھتے ہیں۔ ڈوگری کے شعراء کے تذکرہ "جگمگیاں جوتاں" کے مرتب نے اُن کا حال مع فہرست لکھا ہے۔ پنت جی کی نظموں کے کئی مجموعے شائع ہو چکے ہیں اور انہیں عوام میں مقبولیت بھی حاصل ہے۔

پنت جی کے اس ڈرامے نے اُن کے لئے اردو کے ڈرامہ نگاروں میں بھی مقام پیدا کر دیا ہے۔ اردو میں پنت جی کی شائستہ ادبی صلاحیتوں پر مجھے کوئی تعجب پیدا نہیں ہوا۔ اُنکی اپنی زبان "ڈوگری زبان" اردو کے رشتے ناطے کی بہن ہے۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ جموں جیسے مردم خیز شہر کی ادبی فضا میں اُنکے ذہن و فکر کی تربیت ہوئی ہے۔ اس فضا میں جو محمد عمر نور الٰہی کا وطن ہے جہاں پنڈت دتاتریہ کیفی نے اپنی زندگی کا ایک معتد بہ حصہ گذارا، اردو کے سخن سنجوں کے نغمے اب تک گونج رہے ہیں۔ اور مجھے اس کا بھی پوری طرح یقین ہے کہ ایک منجھے ہوئے ادبی اظہار کے ذریعے کے طور پر کشمیر، جموں، پونچھ اور ملحقہ علاقے پنجاب میں، یہ ہمیشہ مقبول رہے گی۔ اس کے ذریعے سے، ہمارے ادیب لسانی سرحدوں کو عبور کر کے پنت جی کی طرح سارے بھارت میں مقبولیت حاصل کر لیں گے۔

یہ ناٹک ایک مختصر ڈرامہ کی ساری خوبیوں پر احاطہ کئے ہوئے ہے کہانی راست خطوط پر آگے بڑھتی ہے۔ کردار جیتے، اور مصنف کے سوچے سمجھے اور جانے پہچانے ہیں۔ کیشپ رشی ڈرامے کا مقدس کردار ہے تخیل، دور اندیشی اور اور عزم کا استعارہ ہے۔ شاریکا جس کا تصور ہاری سے اخذ کیا گیا ہے۔ خانہ بدوش عالم [illegible] آرناچندر اور راندر کی محبت کا مرکز ہے، اور جیند کے آریہ قبیلے کی دلیر لڑکی، اور [illegible] ایک مخصوص انفرادیت اطراف امن اور محبت کے نقش اُبھارے گئے ہیں۔ [illegible] انسانی دلچسپی کی مالک ہیں۔ دبی دبی اور پاکیزہ محبت کی جھلکیاں، جہاں ڈرامے میں

دراوڑ نسل کی زبان ہے جسکے بولنے والے بلوچستان کے ایک محدود علاقے میں ابتک موجود ہیں۔ یہ لوگ آریوں کے فطرتاً دشمن ہو سکتے ہیں جنہیں کاشر گن نے بالآخر مغلوب کر لیا۔

اندر آریامان کے دیوگن کا سینا پتی" ایران صغیر کا کاشر جاتی کی بھلائی کا یادگار کام کر جاتا ہے لیکن اسکا محرک کاشر جن ہے، ایرانی اندر کے نس نس میں شرارت رچی ہوئی ہے۔ اپرنا نے سچ کہا تھا: "تم سر بازات میں کوتیا کرنے لگے ہو" مصنف کے جذبہ وطن دوستی اور قوم پرستی کا یہ پہلو کس قدر مستحسن ہے۔ کہ اندر کی زبان سے بھی وہ لفظ کہلا دیتا ہے۔ جو اوپر نقل کئے گئے ہیں کیشپ رشی کی پیش بینی اور عزم، کاشر محنت کشوں کی محنت آریہ مان اندر کی دھات کی دیانت۔ بھارت کے سرتاج کشمیر کی آبادی کی بہبودی ترقی اور عظمت کی ضمانت ثابت ہو سکتے ہیں پینچ آپ کے بھائی، کاشیر بھائیوں سے نصف صدی نہیں شاید نصف ہزاری قبل بچھڑے تھے۔ ڈرامے میں محض علیحدگی کا تصور زماں پیدا کرنا تھا اس عجیب ناٹک میں طباعت کے بھوت" بری طرح گھس پڑے ہیں۔ پھر بھی مجھے توقع ہے کہ وہ ڈرامہ کے پڑھنے میں حارج نہیں ہو سکیں گے۔

پنت جی کا یہ ناٹک چھپنے سے پہلے کئی دفعہ اسٹیج پر کھیلا جا چکا ہے اور ہزاروں لوگوں نے اسے دیکھا اور اس کی داد دی ہے۔ میں اس ادبی کارنامے کی داد تو کیا دے سکتا ہوں۔ ہاں پنت جی کی صلاحیتوں سے متوقع ہوں کہ وہ ایسے کئی موضوعات کے ناٹک ہم کو پڑھنے لطف اندوز ہونے اور کچھ سیکھنے کے لئے دیں گے

سرینگر، کشمیر
۲۱-۱۲-۱۹۶۲ء

پروفیسر عبدالقادر سروری
صدر شعبہ اردو، فارسی جموں کشمیر یونیورسٹی

پیش لفظ

اس ہندوستانی ناٹک کی دلکہانی نیل مت، مارکنڈیہ پران اور راج ترنگنی وغیرہ اتہاسوں گرنتھوں میں درج ایک ایسی لوک کہانی ہے جو ہزار ہا سال سے کشمیر میں سینہ بہ سینہ چلی آ رہی ہے۔ دھرتی کا سورگ کہلانے والی اس خوبصورت وادی کو اپنی محنت اور مسلسل جدوجہد سے وجود میں لانے والے کیشپ رشی کو ہمارے ویدوں اور دیگر تہذیبی کتابوں میں پرجاپتی یعنی دنیا کی تخلیق کرنے والے آدی برہما کا درجہ دیا گیا ہے۔ کیشپ اور ان کے کاشر قبیلہ کی خود پیدا کردہ ہونے کے باعث ہی اس وادی کو کاشمیر کہا جاتا ہے۔ کیشپ کی اولاد ہی دیو، دیتیہ، دانو، ناگ، من، تیج، رنون، کھس وغیرہ تیرہ مختلف قبیلوں کی صورت میں سارے بھارت اور دنیا کے دیگر حصوں میں پھیل گئی تھی۔ اس لئے کشمیر تمام بھارت واسیوں کے لئے چاہے وہ کسی بھی دھرم سے تعلق رکھتے ہوں محض سیر و سیاحت کا مقام نہیں بلکہ تہذیب و تمدن کا وہ سرچشمہ ہے جو ہر ہندوستانی کے لئے ایک متبرک زیارت گاہ کا سا درجہ رکھتا ہے۔ ہم کشمیریوں کے لئے تو یہ اور بھی فخر کی بات ہے کہ ہمارے ہی ہم نسل بھائیوں نے آگے بڑھ کر دنیا کے اس عظیم ترین ملک کو آباد کیا۔ بھارت ہمارا ہے اور دنیا کی کوئی طاقت ہمیں اپنے بھائیوں سے الگ نہیں کر سکتی۔

بات انسانی تواریخ کے اس ابتدائی دور کی ہے جب آدمی خود رو جنگلی پھل پھول اور پتھر اور ہڈی کے ہتھیاروں سے حاصل کردہ شکار پر گذر بسر کرتا تھا آج سے ہزاروں سال پہلے ہمالیہ کے اتر پچھمی بھاگ میں اونچے اونچے پربتوں کے

درمیان "ستی سر" نام کی ایک عظیم جھیل تھی جس کے گرد و نواح کی پہاڑی ڈھلوانوں پر کسی طرح کا ایک آدمی قبیلہ یا گن آباد تھا۔ شیر گھاٹی کے پہاڑوں کی درمیانی اونچائیوں پر چٹانوں میں کھود کر بنائے گئے کُٹیاں یا مدھ سالے کے سوراخ جنھیں آج بھی "نار بندھ" کہا جاتا ہے۔ اس بات کا ثبوت ہیں کہ ستی سر کا پانی کبھی اُن اونچائیوں کو چھوتا ہوگا۔ سرینگر سے لگ بھگ دس میل دور برزہاماں (برزہوم) نام کے ٹیلے کی حالیہ کھدائی نے اس بات کے مزید ہزاروں ٹھوس ثبوت مہیا کر دیئے ہیں۔ کہ کس طرح پتھر اور ہڈی کے ہتھیار استعمال کرنے والا وہ آدمی قبیلہ صدیوں تک ترقی کرتا ہوا مکان بنا کر رہنے، مٹی کے برتن استعمال کرنے اور پھر مال مویشی پالنے سے کھیتی باڑی کے دور تک جا پہنچا تھا۔ اُن کھنڈروں کی تیسری چوتھی سطح سے برآمد ہونے والے مٹی کے برتنوں کی بناوٹ ٹھیک مارتنڈ اور اونتی پورہ کے ترقی یافتہ تہذیبی دور کے اُن برتنوں سے مشابہت رکھتی ہے جنہیں کہ آریہ تہذیب کے آدرش نمونوں کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ اب اس میں تشکک کی کوئی گنجائش نہیں رہ جاتی۔ کہ پتھر اور ہڈی کے ہتھیار استعمال کرنے والا اور مٹی کے غاروں میں رہنے والا وہی آدم قبیلہ ہزاروں سال کی کٹھن کاوشوں کے بعد ترقی کرتا ہوا اُس مہان آریہ تہذیب کا وارث بنا جس کو دنیا بھر کی تہذیب و تمدن کی ماں کہا جاتا ہے۔ "برزہ" اُس چلتی پھرتی بستی کا نام تھا جو اپنے مال مویشی کے چارے کی تلاش میں اِدھر اُدھر ٹھکانے بدلتی رہتی تھی اور "ہوم" اُس عمل کا نام تھا۔ جس میں تمام کنبہ کے لوگ اپنی مشترکہ کمائی کو آگ میں پکا کر کھاتے اور سنسار کو چلاتے اور چلانے والے دیوتاؤں کے گیت گاتے تھے لہٰذا برزہاماں سے مراد اسی طرح کی ایک بستی ہے۔ پشو پالن کے بعد کھیتی باڑی کے دھندے کی دریافت نے پرانے گرہ سماج کے سامنے

نئے مسائل کھڑے کر دیئے۔ گن یعنی مشترکہ قبیلہ کھیتی کی سہولیات کے پیش نظر کئی گوتروں میں بٹ چکا تھا۔ گوتر گن ہی اس اکائی کا نام تھا جس میں ایک ہی پریوار کے لوگ اپنے مال مویشی اور کھیتی کی سہولیات کے مطابق دور دور چھوٹے چھوٹے گروہ بنا کر رہتے تھے۔ بعد میں یہی گوتر یا گروٹ کسی خاص خطے پر مستقل رہائش اختیار کرنے لگے۔ تو انہیں گرام یا گاؤں کہا جانے لگا۔

پرجاپتی کیشپ ٹھیک اس زمانہ میں ہوئے ہونگے جب گن گوتروں اور گوتر گاؤں میں تقسیم ہو رہے تھے۔ کیونکہ گن یا قبیلہ کے سردار کو بھی گن پتی کہا جاتا تھا۔ مگر گوتروں اور گاؤں میں پھیلی ہوئی ساری پرجا کے سردار یا نیتا کو پرجاپتی کہنا ہی مناسب ہو سکتا تھا۔ بعد کی صدیوں میں پرجاپتی ہی رہبر بن گئے ہوں گے۔ پرجاپتی کیشپ کے دور کا سماجی ڈھانچہ ایک نئے ابھرتے ہوئے "کھیتی ہر" نظام کی ابتدائی صورت اختیار کر چکا ہوگا۔ سردار قبیلہ کے ساتھ گوتر پتی اور گاؤں کے مکھیا بھی سامنے آ چکے ہوں گے۔ لہذا گن کا کام گن پنچائیتن کے ہاتھ میں آ گیا۔ جس میں سب گوتر اور گاؤں کے مکھیا لوگوں کے صلاح مشورے ہی سے کام سر انجام پاتے رہے ہوں گے۔ آج کی گاؤں پنچایت گن پنچائیتن کا ہی ایک روپ ہے۔

رگ وید میں کیشپ کے نام سے منسوب منتروں سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس وقت تک تانبہ جیسی مفید دھات کاشتکاروں کے ہاتھ آ چکی تھی اور وہ اس کا استعمال لڑائی کے ہتھیاروں اور کھیتی باڑی کے اوزاروں کے طور پر کرتے تھے۔ پراچین کتابوں میں "قیمہ کرما اور حے ناو" جیسے عظیم شلپکاروں یعنی انجینئروں کے ساتھ ہی کیشپ کا بھی نام آتا ہے۔ پرجاپتی کیشپ بہت بڑے انجینئر بھی تھے۔ سنسکرت کا کیشپ شلپ نام کا گرنتھ ان کے تعمیراتی

اصولوں کا مجموعہ ہے۔ کاشمیر میں مارتنڈ اور اونتی پورہ عمارتوں کے مندر اور اتر بھارت کے ہزاروں مندروں اور محلوں کی تعمیر انہیں اصولوں کے تحت ہوتی رہی ہے۔

وکاس اور ارتقائی دور کے اس لمبے سفر میں یہ قافلہ ایک ایسے پرخطر مقام پر بھی آ پہونچا کہ جہاں کاشر آریوں کی آبادی بہت بڑھ گئی اور ان پہاڑی ڈھلوانوں پر چراگاہوں اور قابل کاشت زمین کی کمی انتہا کو پہنچ گئی۔ کاشر پرجا کو بھوک اور تنگی کا شکار ہونا پڑا۔ گن پنچایت ان مشکلات کا کوئی حل نہ ڈھونڈ سکی۔ گن پرجا کے ایک بڑے بھاگ نے کہیں دور جا کر آباد ہونے کی اجازت چاہی۔ مگر گن پنچایت یہ پرستاؤ ماننے سے اس لئے قاصر رہی کہ جہلم کے دوسرے کنارے "براہمول" یعنی بارہمولہ کے مقام پر آباد براہا نام کا [illegible] قبیلہ جو تہذیب و تمدن میں آریوں سے کہیں پچھڑا ہوا تھا۔ ان کی اس بکھری ہوئی طاقت سے فائدہ اٹھا سکتا تھا۔ براہا لوگ آئے دن حملے کر کے کاشر گرتروں کے مال مویشی چرا کر لے جاتے اور گوالوں کو مار ڈالتے تھے۔ دور دور آباد کاشر بستیوں کو دن رات دشمن براہوں کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔

ادھر براہوں کا سردار جالندھرا اپنے کو جل کا رکھوالا کہتا تھا اور اس کے قبیلہ کے لوگ اسے دیوتا کی طرح پوجتے تھے۔ ایسی صورت میں کچھ کاشروں کا باہر چلے جانا گویا طاقت کو کمزور کرنے کا کارن ہوتا۔ لہذا پرجا نے کوشش سے نہایت غور و خوض کے بعد گن پنچایت کے سامنے یہ نیا حل پیش کیا کہ ہمیں براہامول کے مقام پر نسبتاً کم اونچے پہاڑوں کو کاٹ کر ستی سر کے پانی کو خارج کر کے اس کے نیچے دبی سینکڑوں کوس نئی زمین حاصل کرنی چاہیے۔ کافی سوچ وچار کے بعد گن کے لوگوں نے اس سجھاؤ کو مان لیا۔ رشی در، اندر

شاریکا دیوی وغیرہ نے جلد دیکھ کو مارا اور سب کاشریوں نے مل کر پہاڑ
کو کاٹ ڈالا اس طرح کیشپ اور اُن کے کُل کی کھوج پیدا کرنے والی دھرتی کا
کاشمیر رکھا گیا۔

اس ناٹک کا نایک یعنی "ہیرو" "رودر" وہی تیاگ اور بھلائی کا
دیوتا ہے جس کے ہزاروں منتر ویدوں میں گائے گئے ہیں۔ "رودر" کے
لفظی معنی بھی دوسروں کے دُکھوں کو دور کرنے والے کے ہیں۔ کاشمیر کے
لوگ ہزاروں سالوں سے اس تیاگ اور بلیدان کے آدرش کی پوجا کر
آ رہے ہیں جس نے سب کی بھلائی کے لئے خود زہر کا گھونٹ پی لیا اور جان
کر موت کو اپنے گلے لگا لیا تھا۔ اسی لئے کشمیر گھاٹی کے بہت سے پہاڑوں، دریا
اور جنگلوں کو تیرتھ کے متبرک ناموں سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اس جفاکش آریہ قو
میں عورتوں کا درجہ مردوں سے بھی زیادہ افضل ہونا نہایت قدرتی بات تھ
جنت کشمیر کو وجود میں لانے اور راکشس پراپیوں کا خاتمہ کرنے میں شاریکا، ا
وغیرہ گن دیویوں نے بھی پورا ہاتھ بٹایا ہوگا۔ اسی لئے مول کتھا میں شاریکا دی
کا ذکر کاشریوں کی مہان شکتی کے روپ میں آتا ہے۔ شاریکا اور اپرنا انہیں ک
[illegible] کردار ہیں۔ جو اپنے ذاتی پیار اور سکھ دکھ کو سماج کی بھلا
کے لئے قربان کر سکتی ہیں۔ یہ محنت اور خدمت ہی حسن کی خوبصورتی کا را
ہیں۔

آریہ ورت کے دیوتاؤں کا سپاہ سالار سورگ کا راجہ اندر ج
ویدوں میں سکھ سمردھی اور شانتی کا دیوتا کہا گیا ہے۔ دراصل آریہ ما
ایران کا رہنے والا دیوتا تھا۔ اس وقت سندھ سے لیکر ایران تک کا سارا
آریہ ورت کہلاتا تھا جس کی راجدھانی امراوتی یا پوترجن (اچھیت) بہشت تھی

... مہرنا گھنیہ نے جب آریا مان کی راجدھانی پر قبضہ کر لیا۔ تو اندر سے بے سروسامانی
کی حالت میں بھٹکتا ہوا ستی سر کے کنارے آباد کاشروں کے ساتھ آن ملا۔ اس
دوڑ دھوپ میں بحث یعنی بوہا جیسی کار آمد نہات اس نے دریافت کر لی تھی۔ جس
سے ایک طرف پہاڑ کٹتے اور دوسری طرف آریہ مان کو دوبارا آزاد
کرانے میں مدد ملی۔ اتہاس گواہ ہے کہ آریہ مان کے دیو اور کشمیر کے کاشر
بھی ایک ہی گن سے بچھڑ کر الگ ہوئے تھے۔ لہذا ان کی زبانیں تھوڑی بہت
فرق کے ساتھ ایک ہی بھاشا کے دو روپ ہیں۔ کیشپ کے وقت میں
یہ فرق اور بھی کم رہا ہوگا۔ یہ بھاشا وہ ویدک یوروپ آریہ بھاشا تھی جس
سے فارسی اور سنسکرت کی دو شاخیں پھوٹ کر اپنے ماحول میں پھلتی پھولتی
رہی ہیں۔ ہزاروں میلوں اور لاکھ گزنت صدیوں کی دوری کے باوجود بھی بہنیں تو
آخر بہنیں ہیں۔ کشمیر کی گھاٹی سنسکرت اور فارسی دونوں کا ایک ساتھ مسکن
رہی ہے۔ کشمیری زبان خود سنسکرت اور فارسی دونوں سگی بہنوں کا آدرش
سنگم ہے۔

ہندی اور اردو کے کٹر پریمیوں کو شاید اس ناٹک کی زبان کچھ ناگوار گزرے
مگر یہ تو ایک تاریخی صداقت ہے اگرچہ کہ منہ بڑی بات نہ سمجھی جائے تو میں عرض
کروں گا۔ کہ زبانوں کی نشوونما کے لئے اس طرح کا کٹر پن خودکشی کا باعث بن جاتا
ہے۔ ہندی اردو کا جھگڑا تو محض آپسی ناآشنائی کا ہی بکھیڑا ہے۔ آئیے ہم ایک
دوسرے سے زیادہ گہری واقفیت حاصل کریں۔

ناٹک کے دھر، تمانترے، ندگلے، تنجر، نندی، کاک وغیرہ سبھی
کردار کشمیر کے ان گوتروں اور کلوں کی نمائندگی کرتے ہیں جن کو صدیوں کے
بعد بھی کشمیر ... [illegible] ... فخر محسوس کرتے

ہیں۔ دھرم اور مذہب الگ الگ ہونے پر بھی ہم ایک ہی نسل اور خون سے پیدا بھائی بھائی ہیں۔ کیشپ، رُدر اور اندر وغیرہ کردار ہمارے لیے دیوتا ہوتے ہوئے بھی اپنے دور کے ایسے انسان تھے جنہیں ہماری اور آپکی طرح زندگی کے مسائل سے دوچار ہونا پڑتا۔ اُن کے پکے عزم اور بلند مقصد نے ہی انہیں اتنا اونچا اٹھایا۔ کہ آج ہم اُن کو دیوتا کے روپ میں مانتے ہیں۔ اس زمانہ کے محدود وسائل کو دیکھتے ہوئے اُن ملک کے پس چٹانوں کو کاٹنا اور ایک سمندر کو خالی کر کے نئی زمین حاصل کرنا ہمارے عظیم بزرگوں کا ہی کام تھا۔ آج کی تیز ترقی کے دور میں اگر ہم اپنے اُن بزرگوں کے کردار سے کچھ بھی سبق حاصل کر سکیں۔ تو یہ اس ناٹک کی سب سے بڑی کامیابی ہوگی۔

میں جناب پروفیسر عبدالقادر سروری صاحب صدر شعبہ اردو و فارسی جموں و کشمیر یونیورسٹی کا از حد مشکور ہوں جنہوں نے اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود میری اس حقیر کاوش کو کمال توجہ سے پڑھا۔ اور اپنے تاثرات قلم بند کرنے کی زحمت گوارا فرمائی۔

آخر میں مجھے جموں و کشمیر کلچرل اکاڈمی کا بھی شکریہ ادا کرنا ہے جسکی مالی امداد نے مجھے اس ناٹک کی اشاعت کے سلسلہ میں بہت سی پریشانی سے بچا لیا۔

دینو بھائی پنت

ایک رائے

اس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں کہ "دھرتی کا سورگ" کہلانے والی کشمیر کی وادی
بہت پراچین کال سے تہذیب و تمدن کا منبع رہی ہے۔ بہت سے ودوانوں کی رائے
میں آریہ نسل کے لوگ یہیں سے چل کر ساری دنیا میں پھیلے۔ ویدک آریوں کے
پرچارک کیشپ اور ان کے ہمراہ اندر، ورن وغیرہ کا شتریوں نے اس سرزمین کو کس محنت
تدبر اور بہادری سے کام کر کے حاصل کیا، یہ اہم ترین پورانک کتھا اس ناٹک میں کامیابی
کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ تعمیر و ترقی کے اس نئے دور میں ہم اپنے ان قابلِ عقیدت بزرگوں سے
تحریک اور روشنی حاصل کرنے کے بجا طور پر حق دار ہیں جنہوں نے کہ سمجھا کہ اس آدی
یگ میں وہ کارنامے کر دکھائے جن پر ساری دنیا فخر کر سکتی ہے۔ اس ناٹک کے کردار
ہماری اور آپ کی طرح انسان ہوتے ہوئے بھی اپنے عظیم کارناموں اور مہان قربانیوں
کے باعث اس اونچے درجہ تک جا پہنچے ہیں کہ ہم انکو دیوتا ماننے لگے ہیں۔ زیو جانکی پنت
کا یہ ناٹک یہاں ایک ادبی فن پارہ ہے۔ وہاں بھارتی تہذیب و تمدن کی گہری وابستگی
پیدا کرنے والا علمی شاہکار بھی ہے۔ اس ناٹک کی زبان ہمیں ایک ایسے ماحول میں لا کھڑا
کرتی ہے جہاں سنسکرت اور فارسی دو سگی بہنوں کی طرح پیدا ہوئی تھیں۔ اس
حقیقت کو دیکھتے ہوئے ہندی اردو کا جھگڑا محض ناواقفیت کا نتیجہ معلوم ہوتا ہے۔ یہ ناٹک
ہندی اور اردو کے ان عقیدت مندوں کو میل ملاپ اور دوستی کا سندیش دیتا ہے جو
اپنا اندر قوم کا بہت سا قیمتی وقت اس فرضی بحث میں صرف کر رہے ہیں۔ ناٹک ہذا اسٹیج
کی ان تمام خوبیوں سے آراستہ ہے جن کی کہ ایک ناٹک کو اشد ضرورت ہوتی ہے۔ پنڈت جی
اس ناٹک کی تصنیف کے لئے مبارکباد کے مستحق ہیں۔

ڈاکٹر آر کے کاؤ ایم اے پی ایچ ڈی

کردار

کیشپ :- کاشر قبیلہ کے عمر رسیدہ سردار
زیادوں تے مشہور رشی

رُوندر :- کاشروں کا نوجوان نیتا

اندر :- دیسیتا کا سپہ سالار ایران کا باشندہ

دھر :- کاشر قبیلہ کا پروہت

تمانشرے :- ایک بوڑھا کاشر بھکشو

تندری :-

لکاک :- کاشر بھٹ یعنی سپاہی

شارلیکا :- ایک کاشر دیوی

اپرنا :- ایک کاشر حسینہ

پہلا سین

(پرارتھنا گیت کے ختم ہوتے ہی پردہ اٹھتا ہے۔ رنگ منچ پر آج سے ہزاروں سال پرانے ماحول میں ہمالیہ پربت مالاؤں سے گھرے ستی سر کے کنارے کاشر قبیلے کے سردار کیشپ رشی کی یگیہ شالہ دکھائی دیتی ہے۔ ہون کی آگ کی روشنی میں بکھرے پھول پتے اور دیگر سامان سے ظاہر ہو رہا ہے۔ کہ ابھی ابھی یگیہ سماپت ہوا ہوگا۔ لکڑی کے اونچے دیوٹ پر بڑا سا دیپک جل رہا ہے۔ پاؤں تک لمبا چولا پہنے کمر باندھے اور ہاتھ میں تانبے کا بھالا لیے۔ جوان کاشر مہیلا (دیوی شاریکا) پہرہ دیتی ہوئی کھڑی ہے

اس کی نظریں کھڑکی میں دکھائی دیتے ہوئے اونچے برفانی
پہاڑوں اور مستی سے سر کی لہروں پر جمی ہوئی ہیں۔ اسی وقت
جسم پر شیر کی کھال اوڑھے ہاتھ میں تانبے کا ترشول
اٹھائے رُودر غصہ کے جوش میں داخل ہو کر سیدھا اندر کی
طرف بڑھتا چلا جاتا ہے۔)

شاریکا:۔ (اچانک کھٹکے سے چونک کر بھالا سنبھالتے ہوئے)
کون تم بن پوچھے اندر جانا چاہتے ہو!

رُودر:۔ (جاتے جاتے رُک کر) میں رُودر اپنے گل پتی
سے ملنا چاہتا ہوں!

شاریکا:۔ (گمبھیر آواز میں) آدر یوگیہ گل پتی کیشپ ابھی ابھی
یگیہ شالہ سے اُٹھ کر آرام گھر میں گئے ہیں تھوڑی
دیر میں گن پنچایتن کی بیٹھک ہونے والی ہے
اس لئے آج ان سے ملاقات نہیں ہو سکتی!

رُودر:۔ (چڑھ کر) میرا آج اور ابھی سے ملنا ضروری ہے!

شاریکا:۔ گن پنچایتن کی آگیا نہیں ہے!

رُودر:۔ (بگڑ کر) پنچایت کیا ایک کاشر کو بھی اپنے گل پتی
سے ملنے دینا نہیں چاہتی ہے؟

شاریکا:۔ ایک سو میں ہزار سے بھی اوپر آیو ملے

ہی یہ پرتی بندھ لگایا گیا ہے۔

رُدر:۔ میں اِس پابندی کو ماننے کے لئے تیار نہیں!

شاریکا:۔ پنچایت کا وِدھان سب سے اوپر ہے خود کُل پتی بھی اسے مان کر چلتے ہیں!

رُدر:۔ (اندر کی طرف بڑھتے ہوئے) میں اس نکمّی پنچایت کی رتی بھر پرواہ نہیں کرتا!

شاریکا:۔ (للکار کر بھالا تانے ہوئے) ٹھہرو! میرے جیتے جی تم زبردستی اندر نہیں جا سکتے!

رُدر:۔ (تڑپ کر گھومتے ہوئے) امبا! جس پنچایت نے سب کاشرؤں کو بھوک اور بربادی کے گڑھے میں دھکیل دیا ہے! اس قدر ذلیل اور کمزور بنا دیا کہ آج دسیو بھی تک ہم پر ہاتھ اٹھانے کی ہمت کرنے لگے۔ آپ مجھے اسی پنچایت کا حکم ماننے کے لیے مجبور کرتی ہیں؟

شاریکا:۔ (ڈانٹ کر) رُدر!

رُدر:۔ (درد بھری آواز میں) آپ کیا نہیں دیکھتیں؟ اناج کے لئے کھیت نہیں ہیں! پشوؤں کے لئے چراگاہیں نہیں ہیں! جنگلوں میں پھل پھول تک باقی نہیں ہے کاشر جتنا دل بدل ہو تی ہوں موت کے منھ کی طرف

گھسٹتی جا رہی ہے!

تانترے:۔ (اسی وقت دھر کے ساتھ داخل ہوتے ہوئے) رُودر ٹھیک کہتا ہے! ابھی پچھلے مہینے جنگلی براہوں نے ہماری ایک سو گائیں مدھومتی کی چراگاہ سے اڑا لیں! پانچ گوالے مار ڈالے اور ہم کچھ نہ کر سکے!

رُودر:۔ (دکھی ہو کر) بچے دودھ کے ابھاؤ میں بھوک سے بلک رہے ہیں۔! پشو چارے کی کمی کے کارن مر رہے ہیں۔

تانترے:۔ (بات کاٹ کر) اور یہ پنچایت ہے کہ کانوں میں تیل ڈالے سو رہی ہے۔

دھر:۔ یہ تو ہوگا ہی! اس سنسار کو بنانے اور پھیلانے والے دیوتاؤں کی پرارتھنا تک کرنے کوئی نہیں آتا۔ جب کہ شام کے ناچ رنگوں میں بھیڑ لگی رہتی ہے۔! یہ سب اُدھرم نہیں تو کیا ہے؟

تانترے:۔ پروہت دھر! تم کیا ان بھوکے لوگوں سے من بہلانے کے یہ آخری سہارے بھی چھین لینا چاہتے ہو؟

شاریکا:- برشا سمے پر نہیں ہوتی ! برف پہلے سے اُدھک پڑنے لگی ! پالت پشو مر گئے۔ جنگلی پشو بھاگ گئے۔ اب اگر اکال پڑگیا تو اس میں پنچایت کا کیا دوش ؟

رُودر:- دوش پنچایت کا نہیں تو کس کا ہے ؟ کیا کام تھا اس پنچایت کا ؟ کیا کیا اُس نے ان آپداؤں کو دُور کرنے کے لیئے ؟

دھر:- (بے بسی میں) سورج وہی ! چندر وہی ! دھرتی اور آکاش بھی وہی ہیں ! پرنتو جب دیوتا ہی روٹھ جائیں تو منشیہ کر بھی کیا سکتے ہیں ؟

کیشپ:- (لاٹھی کے سہارے داخل ہوتے ہوئے) اگر کرنا چاہیں تو منشیہ کیا نہیں کر سکتے ؟

(سب جھک کر بوڑھے رشی کو پرنام کرتے ہیں)

شاریکا:- مہارشی ! اس 'رُودر' نے گُن پنچایتن کا اپمان کیا ہے ! پنچایتن کی آگیا ماننے سے انکار کیا ہے !

کیشپ:- (رُودر کی طرف دیکھتے ہوئے) یہ سب اس نوجوان کے کرودھ کا اُبال ہے ! میں سب سُن چکا ہوں ! مگر اس کی باتیں جھوٹی نہیں ہیں !

دھر:- آپ کُل پتی ہو کر بھی 'رُودر' کے جھوٹے آروپوں
کا سمرتھن کرتے ہیں ؟

کیشپ:- 'رودر' نے آروپ نہیں لگائے۔ کیوں آپ
لوگوں کا دھیان اُن باتوں کی طرف دِلایا
ہے، جن کا کچھ نہ کچھ پربندھ اِس پنچایت کو
کرنا ہی چاہئے (رُودر سے) ہاں بیٹا! تم اِن
کٹھنائیوں کا کیا حل بتانا چاہتے ہو؟

رُودر:- (آدر سے جھک کر) مہاپتر! میری پرارتھنا ہے کہ ہمیں
ایک نیا گن بنا کر کہیں باہر چلے جانے کی آگیا
دی جائے

شاریکا:- تم اِس ستی سر پردیش کو چھوڑ کر کہیں باہر چلے
جانا چاہتے ہو؟

رُودر:- ہاں! اِس کے سوا دوسرا چارہ ہی نہیں! میرے
ساتھ دوسرے دو ہزار کاشر نرناری جانے کو تیار
ہیں!

دھر:- (حیرانی سے) دو ہزار نرناری؟

رُودر:- ہاں! کاشر پرجا کی آبادی دس ہزار تک بڑھ
چکی ہے۔ گن کے پشوؤں کی گنتی پہلے سے کئی
گنا زیادہ ہو گئی ہے۔ اِن پہاڑوں پر اب

اتنی جگہ باقی نہیں ہے کہ ہمارے بڑھتے ہوئے
پریوار کا پالن پوشن ہو سکے!

دھر:۔ جس دھرتی پر رہتے ہوئے ہمارے کنبہ نے
اتنی ورِدھی پائی اُسے چھوڑ کر جانا ادھرم ہے!
پاپ ہے!

رُودر:۔ آدر یوگ پروہت! یہ بھی تو ہمارے دھرم منتر
ہی بتاتے ہیں کہ ایک بڑھتے ہوئے گن
کو اپنے میں سے نئے گن بنا کر باہر بھیجے
رہنا چاہیئے۔ تاکہ نئی پرجائیں اپنے لئے نئی
بستیاں بسائیں اور پوری طرح پھل پھول سکیں۔

شاریکا:۔ آج جب کہ دشٹ براہا لوگ ہم پر چاروں
طرف سے حملے کر رہے ہیں تو اس طرح دس ہزار
لوگوں کا باہر چلے جانا گن کو کمزور بنانا نہیں تو کیا
ہے؟

رُودر:۔ ہزاروں بھوکے اور کمزور لوگوں کی نسبت تھوڑے
مگر طاقتور آدمی دُشمن کا سامنا زیادہ اچھی طرح
کر سکتے ہیں!

کیشپ:۔ کچھ بھی ہو ہمیں اس سچائی کو ماننا ہی پڑے
گا۔ کہ ان پہاڑوں پر اب نئے کھیت اور

گوچر بنانے کے لئے استھان باقی نہیں ہے!

رودر:- کل پتا! اسی لئے تو میں کہتا ہوں کہ ہمیں نئی بھومی تلاش کرنے کی انومتی دی جائے

کیشپ:- نہیں! اس سمے جب کہ شترو ہم پر چاروں طرف سے آکرمن کر رہے ہیں تو کسی پرکار بھی لوگوں کا باہر چلے جانا اپنی شکتی کو کمزور کرنا ہوگا!

تانترے:- تو کیا بھوکوں مرتے رہیں؟

کیشپ:- منشیوں کے جیون میں کبھی کبھی ایسے کٹھن دن بھی آتے ہیں۔ کہ بھوکوں رہ کر بھی آپداؤں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس پرکار نراش ہونے کے بجائے ہمیں دوسرے اُپایوں پر وچار کرنا ہوگا۔

رودر:- دوسرے اُپائے؟

کیشپ:- ہاں! میں یہیں اسی ستی سر پردیش میں اتنی دھرتی کو جانتا ہوں کہ اسے حاصل کر کے ہم ہزاروں برس تک پھل پھول سکتے ہیں۔ کیونکہ اُپائے اور شرم کرنے کی ہمت چاہیے

شاریکا:- اسی ستی سر پردیش میں نئی دھرتی؟

تانترے (تمسخر سے ہنس کر) ہاں! سپنوں کی دنیا میں دھرتی کی کیا کمی ہو سکتی ہے؟

کیشپ:۔ (اپنے آپ سے) ہاں! اب وہ سمے آگیا ہے کہ ہم کاشر آریہ اچھا جیون ہدایت کرنے کے لئے اُس مہان دھرم یگیہ کو شروع کر دیں جسے دیکھ کر آکاش کے دیوتا بھی دنگ رہ جائیں!

دھر:۔ (خوش ہو کر) میں پہلے ہی کہتا تھا۔ کہ یگیہ کرنے سے ہی سُکھ سمپت مل سکتے ہیں۔

تانترے:۔ (کڑھ کر) ہاں! تو اب رہے سہے پشو بھی یگیہ میں بلی چڑھا ڈالو!

کیشپ:۔ یگیہ کا ارتھ کیول ہون کرنا اور پشو بلی چڑھانا نہیں ہے تانترے!

دھر:۔ تو پھر کیا ہے؟

کیشپ:۔ یگیہ تو اُس سانجھے اُدّم اور جتن کا نام ہے جسے ہم سب مل کر سب کی بھلائی کے لئے کریں

شاریکا:۔ کُل پتی اپنے من کی بات صاف صاف بتائیں

کیشپ:۔ تو سنو! ہمیں اس مہان ستی سر کے نیچے دبی سینکڑوں کوس لمبی چوڑی دھرتی کو باہر نکالنا ہوگا!

دھر (حیرانی سے) یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں مہاپتر؟
تاتترکے :۔ (ہنس کر) معلوم ہوتا ہے آپ نے آج
بوٹی کچھ زیادہ پی لی ہے۔
کیشپ :۔ نہیں! میں سب کچھ سوچ وچار کر ٹھیک کہہ رہا
ہوں۔ میں نے جیون بھر ان پہاڑوں اور پانیوں
کا اچھی پرکار سرونکشن کیا ہے اور اب
بڑے وشواس کے ساتھ کہتا ہوں کہ یہ
کام ہو سکتا ہے۔
زُودر :۔ مگر کیسے!
کیشپ :۔ (پہاڑوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) وہ دُور پچھم
دشا میں یہاں سے بڑا ماول کی نیچی پربت
مالا شروع ہوتی ہے وہیں سے اُن پہاڑوں
کو کاٹ کر اِس ساگر کے پانی کو باہر نکالنا
ہوگا۔
دُھر (حیرانی) پربتوں کو کاٹ کر؟
کیشپ :۔ ہاں! ہاں! اُن پہاڑوں کو کاٹ کر!
شاریکا :۔ یہ کام کیا ہم منشیوں کے بس کا ہے؟
کیشپ :۔ ہمارے پوروج پرکھا وشنو نے پہلے
کے پانیوں کو کاٹ کر ہی وہ دھرتی پائی

پائی تھی۔ جسے آج سُورگ کہا جاتا ہے!
تانتر:۔ ہم کیا دیوتاؤں کے برابر شکتی رکھ سکتے ہیں؟

گیشپ:۔ کیوں نہیں؟ ہم بھی تو اُنھیں کی سنتان ہیں... وہ بھی تو ہماری طرح ہی منشیہ تھے! اُن کے اُدّم اور کاریوں نے ہی انہیں اتنا اونچا اٹھا دیا کہ آج دیوتا سمجھ کر پوجے جاتے ہیں۔

دھر:۔ یہ تو ٹھیک ہے..... پرنتو.....

گیشپ:۔ (جوش میں) ہمارے گن کے کام کرنے کے لائق تین ہزار آدمی اگر دس ہاتھ دھرتی بھی دن میں کاٹیں تو پانچ ہی برسوں میں یہ کام پورن ہو سکتا ہے!

رُودر:۔ مگر وہاں تو پتھر کے سمان کٹھور چٹانیں کاٹنے کا کام ہے! آخر ہم اُن چٹانوں کو کاٹیں گے کیسے؟

گیشپ:۔ درڑھ ہمت۔ اُوٹ ایکتا اور اٹل وشواس کے رہتے آدمی کیا نہیں کر سکتے؟ آگ اور پانی کے پریوگ سے ان چٹانوں کو بھی ہیٹا کی طرح بھر بھرا بنایا جائے گا پھر آج تو ہمارے ہاتھ میں تانبے کے بسولے اور ہتھوڑے ہیں!

تانترے :۔ (چڑھ کر) مگر سانپ کے سر سے منی اتارے گا کون ؟ وہ جگہ تو دشمن براہوں کے قبضہ میں ہے ... اور وہاں رہتا ہے اُن کا ظالم سردار جلو دبھو۔ جسے وہ لوگ دیوتا مان کر پوجتے ہیں

دھر :۔ (نفرت سے) وہ برہر تو کتوں اور سوکروں کی بھی پوجا کرتے ہیں

تانترے :۔ مگر پروہت ! پچھلے یدھوں میں تم اُن کی طاقت تو دیکھ ہی چکے ہو !

لرودر :۔ (غصہ میں) کسی پر حملہ کرنا ہم کاشروں کی نیتی نہیں اگر کل ہی کہیں تو ہم ایک سینا کے اندر دشمنوں کو نشٹ کر سکتے ہیں۔

کیشپ :۔ نہیں نہیں ! کسی پر حملہ کرنیکی ضرورت نہیں اگر وہ لوگ بات چیت دوارا مان جائیں تو ہمارا کام اور بھی آسان ہو سکتا ہے ۔ وہ لوگ بھی مل کر ہمارے ساتھ کام کر سکتے ہیں

تانترے :۔ براہا کریں گے کام ؟

کیشپ :۔ ہاں ! وہ لوگ تو ہم سے زیادہ دُکھی ہیں جنکے پاس نہ کھانے کو اناج نہ رہنے کو گھر ہیں !

تانترے :۔ اگر وہ نہ مانیں تب ؟

کیشپ :۔ تب ہر پرکار سے اپنی پرجا کو سکھی بنانا ہمارا دھرم ہے

تانترے :۔ اور تمہارت یدھ بھی کرنا ہوگا

کیشپ :۔ پرجا کی بھلائی کے لئے کیا جائے والا

یدھ بھی یگیہ کہا جائے گا۔!

رُودر :۔ (ہاتھ جوڑ کر) تو کیا کُل پتی کی یہ یوجنا ہماری جنتا
میں پرسارت کر دی جائے ؟

شاریکا۔ دھر (دونوں ایک ساتھ) ہاں ! ہاں ! ہمیں سویکار ہے!

تانترے :۔ (کرودھ میں) ہاں ! ہاں ! سب سے کہہ دو کہ
پہلے بھوکوں مرتے تھے۔ تو اب پتھروں سے
سر پھوڑ کر مرنے کے لئے تیار ہو جائیں !

شاریکا :۔ (تیز ہو کر) بھدر تانترے ! تم ہر بات کا ورودھ
ہی کرتے ہو یا جینے کا کوئی دوسرا اُپائے
بھی بتا سکتے ہو ؟

دھر :۔ یہ ہے ہی ایسا ! ہر بات کا اندھیرا پہلو کھوجتا ہے

تانترے (غصہ میں کانپتے ہوئے) تمہارا مطلب ہے کہ
میں اِس سبھا میں چپ بیٹھا رہوں۔ اپنا مت بھی
نہ دوں ؟

شاریکا :۔ مت تو تم نے دیا ہی نہیں۔

تانترے :۔ تو سُن لو ! میں اب بھی کہتا ہوں کہ
اِس اَن ہونے کام میں ہاتھ ڈالنے کی نسبت
کہیں دُور جا کر بسنا لابھ دایک اور آسان ہے !

رُودر :۔ مگر کیسے ؟ باہر جا کر بھی تو ہمیں جنگل کاٹ

کہ بنجر دھرتی آباد کرنی پڑے گی۔ جس پر برسوں کی محنت درکار ہوگی۔ اور ہو سکتا ہے کہ دشمنوں سے یدھ بھی لڑنے پڑیں!

(اسی وقت نندی اور کاک جھٹ۔ ایک لہولہان پردیسی کو لاکر سب کے سامنے پٹک دیتے ہیں۔ اُس کے ہاتھ کی گٹھڑی دُور جا گرتی ہے۔ اور وہ ڈر سے کانپتا ہوا سب کی طرف تاکنے لگتا ہے اُس کا لباس عجیب۔ آنکھیں نیلی اور بال بھورے ہیں۔ اس اچانک گھٹنا سے سب لوگ سناٹے میں آجاتے ہیں بھٹوں کے ہاتھوں میں بھالے چمک رہے ہیں۔ اور ان کے سانس پھولے ہیں)

کیشپا (گمبھیر آواز میں) کاک! یہ کون ہے؟

کاک (مسکراکر) ایک دشمن۔ جو پاور ربا کی چراگاہ میں دیودار کے درختوں کی اوٹ میں چھپا بیٹھا تھا

نندی: جب گوالوں نے دیکھا تو بھاگ نکلا!

کاک: اس نے ہمارے بیس گوالے گھائل کر ڈالے

نندی: بڑا بھاری بھالے باز ہے!

کاگ :۔ بڑی کٹھنتا سے قابو میں آیا !
رُودر :۔ (بھڑک کر) اچھا تو میں ابھی اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے آگ میں بھون ڈالتا ہوں !
کیشپ (رُودر کو روکتے ہوئے) ٹھہرو ! یہ گن کا بندی ہے اس کے اپرادھ کا ترنیہ بھی گن پنچایت ہی کر سکتی ہے !
شاریکا :۔ اس سے پوچھئے کہ یہ کون ہے !
رُودر (ترشول تان کر) تم کون ہو ؟
پردیسی (ڈر کر) نا - نا - نا
کیشپ :۔ تم اپنا ترشول ہٹاؤ رُودر ! یہ گھائل آدمی بھاگ نہیں سکے گا !
(رُودر ہٹ جاتا ہے کیشپ کچھ دیر چپ چاپ اُس کی طرف غور سے دیکھتے رہتے ہیں - پردیسی ڈرا ہوا سا چاروں طرف تاکتا رہتا ہے -)
کیشپ (کچھ نرمی سے) تمہارا نام کیا ہے ؟ نام ...
پردیسی (کچھ کچھ بات سمجھتے اور سے کرتے ہوئے) نام ...
نام ... اندرات !
کیشپ تمہارا نام اندرات ہے ؟

پردیسی :- ہام پدرِ !
کیشپ (حیرانی سے) ہیں! پدر! ..... تم کس استھان
کے باسی ہو؟
پردیسی :- (دوہراتے ہوئے) آستان . باش ! .... از بہشت
ایران مے باشی
کیشپ :- تم بھو اچھت آریہ مان . سُورگ کے رہنے
والے ہو ؟
پردیسی :- ہاں محترم !
کیشپ :- تم کس کُل کے جن ہو ؟
پردیسی (سوچتے ہوئے) کُل ... قبیلہ .... از قبیلہ
دیو ہستم .
کیشپ (حیرانی سے) آریہ مان کا دیو ! ... یہاں کس
لئے آئے ہو ؟
پردیسی :- آفت زدہ ہستم .
کیشپ :- آپدہ گرستم ! کیا آپدہ آئی ہے تم پر ؟
پردیسی :- آہورا ہر ناکھ آتش زدہ کرد بہشت مارا .
کیشپ :- اسُر ہرناکیہ نے تمہارے بہشت کو جلا ڈالا
پردیسی :- ہاں محترم !
کیشپ :- (سب کی طرف) مکھیا جنوں ! یہ آدمی آریہ

مان سُورگ کا رہنے والا ہے دیو ہے اور
کہتا ہے کہ اِن کی بستی بہشت کو ہرناکھیہ نام
کے اسُر نے جلا ڈالا ہے۔ اِس لئے یہ آپد
کا مارا یہاں آیا ہے۔ اب آپ لوگ اِس
کے بارے میں اپنا مت دیں!

(سب چُپ رہتے ہیں)

رُودر:۔ (پھی توڑ تے ہوئے) اِس نے ہمارے گن کے
لوگوں کو گھائل کیا ہے۔ اِس لئے اِسے موت
کا دنڈ دیا جائے!

کیشپ:۔ پرنتو آریہ مان کے دیو ہمارے اپنے بھائی
بندھو ہیں اِس لئے اِسے مارنا پاپ ہے

رُودر:۔ آریہ مان کے دیو ہمارے بھائی بند؟

کیشپ:۔ ہاں! ہم کاشر آریوں کا یہ کُل ایک دن
دیوگن سے بچھڑ کر ہی یہاں آیا تھا۔

تانترے:۔ مگر اِس کی بولی تک ہم سے نہیں ملتی؟

کیشپ:۔ بیس پیڑھی پہلے بچھڑے لوگوں کی بھاشا میں
تھوڑا بہت انتر تو آ ہی جاتا ہے پرنتو مجھے
اِس کی بھاشا سمجھنے میں کوئی کٹھنائی نہیں آئی

رُودر:۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی شترو ہمیں دھوکا دینے کے

لیے رٹی رٹائی بھاشا بول رہا ہو ؟

کیشپ :- اسے دیکھ کر تو ایسا پرتیت نہیں ہوتا۔ تو بھی ہمیں
چوکس رہنا چاہیے !

شاریکا :- اگر یہ شتروہ ہوا تو اس کے ساتھ اوشیہ ہی
اور ساتھی بھی ہوں گے !

کیشپ :- (نندی اور کاک سے) جاؤ سب شستر دھاری بھٹوں
سے کہہ دو کہ تمام راستوں پر چوکسی سے پہرہ
دیں ! اور شیگھر سیناپتی 'ورن' کو ہمارے
پاس بھیجدو !

(نندی اور کاک پرنام کر کے چلے جاتے ہیں)

شاریکا :- اس کی یہ گٹھڑی تو کھول کر دیکھی جائے ؟

کیشپ :- (تانترے سے) تم دیکھو اس میں کیا ہے !

(تانترے گٹھڑی اٹھانے لگتا ہے پردیسی
گھبرا کر اس کے ہاتھ گٹھری چھین کر اپنی چھاتی
میں تھام لیتا ہے۔ رندر غصہ میں ترشول تان
کر آگے بڑھتا ہے ڈر سے پردیسی کی پکڑ
ڈھیلی پڑ جاتی ہے۔ تانترے گٹھڑی
کھول کر دیکھتا ہے چند پتھر اور کسی دھات
کے ٹکڑے نکال کر سب کو دکھاتا ہے)

کیشپ :۔ (تانترے کے ہاتھ سے ٹکڑے لیکر دیکھتے ہوئے)
یہ تو پتھر ہے مگر یہ دوسری کوئی بھاری دھات
معلوم ہوتی ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ پرنتو یہ تانبہ تو
نہیں ہو سکتا !

دھر :۔ تب پھر اسی سے پوچھئے کہ یہ کیا وستو
ہے !

کیشپ :۔ (اندر سے) دیو اندر یہ کیا وستو ہے ؟

پردیسی :۔ ایا ایک گراماتی دھات استا !

کیشپ :۔ کیسی کرامتی دھات ؟ کیا کرامت ہے اس
میں ؟

پردیسی رشی کے ہاتھ سے پتھر اور دھات
کے دو ٹکڑے لے کر سب کے سامنے
ایک دوسرے پر زور سے مارتا ہے
اور آگ کی چنگاریاں نکلتی ہیں جو پردیسی
کے ہاتھ میں پڑے برادے
سلگنے لگتے ہیں۔ سب حیرانی سے دیکھتے
ہیں)

دھر :۔ (خوش ہو کر) ہو! پتھر میں سے آگ !

تانترے :۔ خوب چمتکار !

پردیسی دھات کا ٹکڑا اپنے کر پاس پڑے
پتھر پر مارتا ہے اور پتھر کے کئی ٹکڑے
ہو جاتے ہیں ؟

شاریکا:- یہ دھات تو پتھر کو بھی توڑ سکتی ہے !
کاٹ سکتی ہے !

رُودر:- (جوش میں آکر) آپ لوگ اس جادو دھاری کے
چکمے میں مت آئیں ! یہ دُشمن بھی ہو سکتا ہے
لیے فنکتی شالی شترو کو ابھی کچل دینا چاہیئے!

کیشپا:- نہیں ! اس کا جیوت رہنا اب اس لئے بھی
ضروری ہے کہ ہمیں اس نئی دھاتو کا بھید
مل جائے ۔ تاکہ ہمارا پربت کاٹنے کا
کام ادھک آسان ہو جائے !

دھر:- پرنتو رُودر کا کہنا بھی تو جھوٹ نہیں ہے
شری مان !

شاریکا:- اسے کڑی نگرانی میں رکھا جانا چاہیئے !

رُودر:- تو لائیے میں اسے کال کوٹھری میں بند
کر دوں !

کیشپا:- نہیں ! میں اسے اپنی درشٹی میں رکھنا
چاہتا ہوں ! یہ میرے ساتھ کی کٹیا میں

رہے گا۔ اور دُہتا اپرنا سیم اس کی نگرانی رکھے گی۔! (شاریکا سے) شاریکا! تم خود اپرنا کو بلا لاؤ!

(شاریکا جاتی ہے)

رُودر:۔ اپرنا کرے گی اس کی نگرانی؟

کیشپ:۔ ہاں وہ بدھی متی لڑکی آسانی سے اُس کی بھاشا بھی سیکھ سکے گی اور اس دہاست کا بھید بھی نکال لے گی!

رُودر:۔ مگر وہ لڑکی ....

کیشپ:۔ ہاں! اُس میں اتنی شکتی ہے کہ وہ اپنی رکشا کرتے ہوئے اس کام کو کر سکے!

رُودر:۔ مگر آپ سوچیں تو!

کیشپ:۔ گھبراؤ مت! میں جانتا ہوں کہ تم اُسے پیار کرتے ہو! پرنتو گن کا کام سب سے اُوپر ہے! اور لیے کیول وہی کر سکتی ہے

(اسی وقت شاریکا کے ساتھ مسکراتی ہوئی نوجوان خوبصورت لڑکی اپرنا پھولوں کے گہنے پہنے رودر کی طرف کنکھیوں سے دیکھتی ہوئی داخل ہو کر رشی کے پاس

جا کھڑی ہوتی ہے۔)

کیشپا :۔ (پیار سے) میں تمہیں ایک کٹھن کام سونپنا چاہتا ہوں بیٹی!

اپرنا :۔ (تعظیم میں جھک کر) امبا شاریکا سے سب کچھ سن چکی ہوں۔ سب کام آپ کی مرضی کے مطابق ہو گا۔

کیشپا :۔ (خوشی میں پیٹھ تھپکتے ہوئے) شاباش بیٹی! مجھے تم سے یہی آشا تھی۔ پرنتو ذرا ہوشیار رہ کر کام کرنا ہو گا؟

اپرنا :۔ آپ نشچنت رہیں بابا!

کیشپا :۔ اچھا! تو اب آپ لوگ اپنا اپنا کام کریں (اُرک کر دھر سے) دھُر! تم سب تانبہ کھودنے والوں سے کہہ دو! کہ آج دُدگنی مقدار میں تانبہ کھودیں (رُدّر سے) رُدّر! تم کو میں گن کے سب نوجوانوں کا مکھیا گھوشت کرتا ہوں

(رُدّر سر جھکا کر پرنام کرتا ہے)

تانترے (اتھلا کر) کاشر لوگ اُدشیہ اس من مانی کا ورودھ کریں گے!

کیشپا :۔ (گمبھیر مسکراہٹ کے ساتھ) میرے بیٹے سدا محنت

اور اُدّم کا سواگت کرتے آئے ہیں! ....
پھر بھی سب کی سہمتی کے لئے اس یوجنا
کو گن پنچایتن کی کھلی بیٹھک میں پیش کیا
جائے گا۔ (دھیرے سے) دھرانم کل ہی گن سبھا
بلانے کا پربندھ کردو! ... (شاریکا کے
کندھے پر ہاتھ رکھ کر جاتے ہوئے) اچھا! آکاش
کے دیوتا تم سب کی سہایتا کریں!
کیشپ شاریکا کے ساتھ دھیرے دھیرے
لاٹھی ٹیکتے نکل جاتے ہیں۔ ... دھر اور
تانترے ایک دوسرے کو گھورتے
اور بڑبڑاتے ہوئے دوسری طرف چلے
جاتے ہیں۔ رُودر پردیسی کی طرف اور اپرنا
رُودر کی جانب ایک ٹک تاکتے ہوئے
کچھ دیر کھڑے رہتے ہیں۔
اپرنا :۔ (شرارتی مسکراہٹ کے ساتھ) بھئی اس طرح کیوں
گھور رہے ہو؟ یہ اب میری رکھیا میں ہے!
رُودر :۔ (غصّہ میں) ہوں! (کہہ کر جوش سے
چلا جاتا ہے)
کچھ دیر جاتے رُودر کی طرف دیکھتی رہ کر

کر گہری سانس چھوڑتے ہوئے پردیسی
کی طرف مڑتی ہے جو کہ اپنے جسم کے
زخموں کا خون پونچھ رہا ہوتا ہے)

اپرنا :- پردیسی ! یہ کیا ہوا ؟

پردیسی (اشارہ سمجھ کر کے) زخم ! خون !

اپرنا :- (سمجھا کر) خون نہیں ! شُون کہو ! شون

پردیسی :- (دوہراتے ہوئے) خون .... شون ... خون
... شُون

(پیالے میں پانی بھر کر اندر کے زخموں کا
خون دھونے لگتی ہے۔ پردیسی چُپ چاپ
اُس کے منہ کی طرف دیکھتا رہتا ہے اُس
کے چہرے پر درد کے آثار اُبھرتے
مٹتے سے معلوم ہوتے ہیں)

اپرنا :- (پردیسی کا ہاتھ چھو کر) یہ کیا ہے ؟

پردیسی (رُک رُک کر) ایں .... دستامن

اپرنا :- (سکھاتے ہوئے) دست نہیں ... ہست کہو ! ہاتھ

پردیسی :- (اُسی طرح دوہراتے ہوئے) دست ... ہست
.... ہاتھ !

(کچھ دیر مسکرا کر ہمت سے اپرنا کے بازو کی طرف

اشارہ کر کے) ایں چہ است ؟

اپرنا :- (سمجھ کر) یہ پاہو ہے - پاہو !

پردیسی :- (حیرانی سے) کمال مشابہت : خون شون ... دست .... ہست ..... بازو ..... پاہو (ہنستا ہے)

اپرنا :- (کچھ اور لفظ دہراتے ہوئے اور اشاروں سے دکھاتے ہوئے) یہ پاد ہے ...... یہ شہر ہے ..... یہ جانو ہے ... یہ اُنگل ہے !

پردیسی :- پا ... پاد ... سر ... شہر ... زانو ... جانو ... انگشت ... اُنگل -

(کھِل کھِلا کر ہنستے ہوئے لوٹ پوٹ ہو جاتا ہے۔ اپرنا اس کی طرف مسکراتی ہوئی دیکھتی رہتی ہے)

اپرنا :- (اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتے ہوئے) آؤ میرے ساتھ !

(دونوں چلے جاتے ہیں)

پردہ

دوسرا سین

(صبح سویرے سنتی نہر کے کنارے ایک
دیودار درخت کے نیچے بیٹھا ہوا رودر پتھر
پر اپنا ترشول تیز کر رہا ہے اسی وقت رسّی
کاتنے کے ڈھیرے پر رسّی کاتتے ہوئے
تانترے داخل ہوتا ہے)

تانترے:- (رودر کو دیکھ کر پکارتے ہوئے) ارے رودر!
تم کب آئے! کیسا رہا تمہارا گن گوتروں میں گھومنا؟

رودر:- (اٹھ کر) نمسکار چچا) کل رات ہی واپس لوٹا ہوں
ہر طرف گل پتی کی پوجا کو خوب سواگت ہوا ہے!

سب لوگ پورے جوش کے ساتھ تیاری کر رہے ہیں

تانترے :- (افسوس میں) سب مورکھ ہیں! انت میں سب ہی کو پچھتانا پڑے گا!

رودر :- (جھڑک کر) کچھ بھی ہو چچا! اب اس سب کی بھلائی کے کام کا ورودھ کرنا آپ کو شوبھا نہیں دیتا۔ جیسے کہ سب کاشرون نے ایک مت ہو کر مان لیا ہے!

تانترے :- (افسوس میں) مجھے دکھ ہے کہ تم سا سمجھدار نوجوان بھی ایک سپنے کے پیچھے بھاگ رہا ہے!

رودر :- (وشواس کے ساتھ) ہم اِسی ستی سر کو خالی کر کے سورگ سے بھی سُندر اور اُپجاؤ دھرتی کو حاصل کر کے ہی دم لیں گے! کاشرون کا یہ سپنا اُدّیشہ پورا ہو کر رہے گا!

تانترے (چڑھ کر) کاشر جنتا پتھروں سے سر پھوڑ پھوڑ کر مر جائے گی۔ مگر کچھ ہاتھ نہ آئے گا!

رودر :- (بھڑک کر) آپ کی اِن نکموتی باتوں کو ساری جنتا ٹھکرا چکی ہے۔ پھر بھی آپ ورودھ کرتے رہیں جسے کہتے تو یہ اپرادھ ہے اپاپ ہے!

تانترے :- میں آخری دم تک اس نامکن یوجنا کا
ورودھ کرتا رہوں گا!

رُودر :- (غصہ میں) گن دہان میں اس پاپ کا دنڈ
صرف موت ہے!

تانترے :- (غصہ میں چیخ کر) تم میرا! ایک مکھیا کا اپمان
کر رہے ہو!

رُودر :- اگر آپ نے بھلائی کے کاموں کا ورودھ کرنا
جاری رکھا تو ہماری کاشر پرجا آپ کو اپمانت
کرے گی!

تانترے (غصہ میں کانپتے ہوئے) مُورکھ لڑکے! اگر نیا
گن بن جاتا تو میں خود گل پتی بن کر تمہیں اُس
کا سیناپتی بناتا! مگر تم اب تمہاری جو مرضی
ہو کرو!

(کہہ کر تیزی سے چلا جاتا ہے)

رُودر :- (جوش میں ترشول تان کر پھر رکتے ہوئے نفرت سے)
نیچ! سوارتھی! جن شترو!

ٹھیک اسی وقت موٹا نگرا مگر بھولا بھالا
نندی، اروتی آواز میں بڑبڑاتے اور بار
بار ستو پھانکتے ہوئے داخل ہوتا ہے

اُس کا لباس عجیب وغریب اور صورت
ہنسانے والی ہے)

نندی:۔ (رُودر کے لفظ دُہراتے ہوئے) ہاں! سچ! سوار تھی
... جن شتر دُ کہیں کی!

رُودر:۔ (نندی کی طرف دیکھ کر) کیوں؟ کیا ہوا نندی
رو رہے کیوں ہو؟

نندی:۔ (اپنے آپ ہی بڑبڑاتے ہوئے) ہوں! بڑی
آئی مجھے ستانے والی! چھچھوندر کہیں کی! بنی
بیٹھی ہے۔ رسوئی گھر کی مالکن!

رودر:۔ بتاؤ تو کون ستاتی ہے تمہیں؟

نندی:۔ (رو کر) وہی تمہاری لاڈلی اپرنا! اور کون

رودر (ہنس کر) کیا کیا اُس نے؟

نندی (ستو سپھانک کر) کھانے کو نہیں دیتی اور کیا!

رودر:۔ ارے! تم کھا تو رہے ہو!

نندی:۔ ہو! جو کوئی بھی آتا ... اس بیچارے نندی
پر ہی برستا! پہلے دس بوجھا گھاس کٹوایا پھر
بچھڑوں کو پانی پلایا۔ پھر گوشالہ کا گوبر بھی صاف
کروایا اور کھانے کو مانگا تو دیئے ہیں یہ چار
چلوے بھر ستو!

رُودر :- کیوں بھلا ؟

نندی (ایرتا کی نقل کرتے ہوئے) کہتی ہے ... اب سب ہی کو اتنا ہی کھانا ملا کرے گا

رُودر :- مگر کیوں ؟

نندی :- (اُسی لہجہ میں) گن کا سارا اناج سنبھال کر رکھدیا گیا ہے - تاکہ پہاڑ کاٹنے کا کام کرتے وقت کام لینے والوں کو لگاتار بھوجن ملتا رہے !

رُودر :- بات تو ٹھیک بھی ہے نندی ! ہمارے پاس جتنا کچھ اناج ہے اُسے سوچ سمجھ کر ڈھنگ سے ہی خرچ کرنا ہوگا - نہیں تو اتنے بڑے کام میں رکاوٹ پیدا ہوسکتی ہے !

نندی :- لو ! جو کوئی بھی آتا بس اِس غریب نندی پر ہی برستا ! تم بھی اُسی کی ہانکنے لگے ! تو کیا بھوکے رہ کر کام کرنا ہوگا ؟

رُودر :- (ہنس کر) ارے نہیں ! ایک آدمی کا پیٹ بھرنے کے لیے چار پلڑے اناج کافی ہے ... مگر ہاں ! تمہارا پیٹ کچھ بڑا ہے اس لیے تھوڑا بہت شاک پات بھی لیا کرو !

نندی :- لو ! جو کوئی بھی آتا اِس غریب نندی پر بر

ہی برستا! تم بھی مجھے بیل کہنے لگے؟

رُدّر:۔ جو تمہیں بیل کہے اُس کا سر پھوڑ دوں! مگر سب کی بھلائی کے کام میں تھوڑی بہت تنگی بھی سہنا پڑے تو ہمیں تیار رہنا چاہیئے۔

نندی:۔ تو میں کب انکار کرتا ہوں! مگر مجھے یہ لڑکی بالکل اچھی نہیں لگتی!

رُدّر:۔ پرنتو کیوں؟

نندی:۔ ارے پوچھتے ہو کیوں؟ کل تک تو تمہارے پیچھے بھاگتی پھرتی تھی۔ اور آج اُس پردیسی کے ساتھ لٹو بنی گھومتی ہے۔

رُدّر:۔ (اُداس ہوکر) چپ رہو متر! اب میرے سامنے اُن باتوں کو مت چھیڑو!

نندی:۔ (بڑبڑاتے ہوئے) مگر وہ بلی آنکھوں والا ہے بڑا چالاک! اُس نے تھوڑے دنوں میں ہماری بولی بھی سیکھ لی۔ اور اپنی چکنی چپڑی باتوں سے سب کے من بھی موہ لیے!

رُدّر:۔ ہونے دو ہمیں کیا!

نندی:۔ (رُدّر کو مخاطب کرکے) ارے تم نے نہیں سنا؟ پورن ماشی کو اُسے گن میں شامل کرنے کے

لئے براتیہ یگیہ کیا جا رہا ہے! (نفرت سے) گن
کے لوگوں کو ساتھ لے جا کر بس تمہارا ٹی دھات
لوہا کیا لے آیا کہ سب ہی اُس پر لٹو ہو گئے
رُودر (چڑھ کر) ہونے دو! ہیں گیا۔
نندی:۔ ارے اوہ پڈال دن بھر تمہاری اُس رنگین
چڑیا کے ساتھ گیت گاتا پھرے اور تمہیں کچھ
ہے ہی نہیں؟ میں کہتا ہوں اب بھی اُس
سے رکتے کھلتے رہا کرو.... نہیں تو پھر
ہو جائے گی! ہاں!
رُودر:۔ (غصہ میں) میں کہتا ہوں چُپ رہو! میرے
سامنے اُن بنجکوں کی بات مت چھیڑو!
نندی:۔ (تیز ہو کر) کوئی ایرا گیرا تمہاری منگیتر کے ساتھ
آنکھ لڑاتا پھرے اور میں چُپ بیٹھا رہوں!
رُودر:۔ (چیخ کر) ایشور کے لئے یہاں سے چلے جاؤ!
نندی:۔ (رو کر) جو کوئی بھی آتا اس بھولے نندی پر
ہی برستا! تم اِتنے دِنوں بستی سے باہر
تھے اِسی لئے بات کہنی پڑی...... نہیں
تو مجھے......

رُودر:۔ (دکھ سے) اچھا! اچھا... چلے جاؤ اب

نندی:۔ (ڈٹ کر) جاؤں کیسے؟ میں نے یہ بات تو تمہیں بتائی ہی نہیں۔ ۔ ۔ کہ کُل مہارشی نے پروہت دھر کو شتروں براہمن کے ساتھ مِلاپ مندھی کرنے بارہ نہلہ بھیج دیا ہے!

رُودر:۔ (حیرانی سے) ارے کہتے کیا ہو! وہ جنگلی تو اُسے مار کر کھا جائیں گے!

نندی:۔ (دبی آواز میں) ارے دھیرے بولو! سب بات گپت رکھی گئی ہے! اُن شتروں کے کھانے کے لیے ایک ناؤ بھر کر بھیڑیں اور پھل بھی بھینٹ کے روپ میں ساتھ بھیجے گئے ہیں

رُودر:۔ (چونک کر) تب تو وہ پنچ [illegible] شیر ہیں ہی کر دیر سمجھ کر پروہت کو مار ڈالیں گے!

نندی:۔ ارے نہیں! پروہت کی رکھیا کے لیے سیناپتی وِرُن بھی اپنے ایک سو بھٹوں کے ساتھ گئے ہیں۔ پرنتو اُن سے کہا گیا ہے۔ کہ تب تک پتن ناؤ میں ہی بیٹھیں جب تک کوئی خطرہ سامنے نہ آئے!

رُودر:۔ یہ تو اور بھی ہانی کی بات ہے! جب تک کوئی پروہت کی مدد کو پہونچے گا تب تک تو ویری اپنا کام کر چکے ہوں گے!

نندی :۔ ارے بھی تو بے چارا رودر بھی کہتا تھا مگر اس پردیسی اندر نے کسی کی ایک بھی نہ چلنے دی ! کہتا تھا ۔ کہ جب دوستی کرنا ہے تو ڈر کیسا ! اور یہ مکھیا ہیں کہ بس اُسی کی مانتے ہیں !

رودر (دُکھی ہوکر) پتا نہیں کیا ہوگیا ہے ان سب کو !

نندی : مگر یہ سب چالاکی اُسی چھوکری کی ہے ! اندر خود جانے کو تیار ہوا تو کہنے لگی یہ باہر کا آدمی اُن کی بولی بھی نہیں جانتا ! اس لیے کسی دوسرے مانجھی کو بھیجا جائے ! میں کہتا ہوں یہ چھوکری پوری ناگن ہے ناگن !

رودر :۔ (ہونٹ چبا کر) میرے ترشول میں ان سب شترؤں سے نپٹنے کی طاقت ہے ! (نندی سے) اچھا تم چلے جاؤ یہاں سے !

نندی (رو کر) لو ! جو کوئی بھی آتا ۔ اس بے چارے نندی پر ہی برستا ۔ ۔ ۔ اچھا میں ہی چلا جاتا ہوں ! (غصہ میں چلا جاتا ہے)

(نندی کے چلے جانے پر رودر اکیلا پریشانی کی حالت میں ادھر اُدھر چکر کاٹنے لگتا ہے پھر درخت کے پتے توڑ کر پاؤں سے مسل ڈالتا ہے ۔ اسی وقت کالک بھٹ داخل

ہو کر نمسکار کر کے سامنے آ کھڑا ہوتا ہے)

کاک (رُودر سے) آریہ رُودر! وتا ترے گونتر سے دو ہزار بکرای کے ہلستھے آ گئے ہیں! انہیں کہاں رکھا جائے!

رُودر:۔ (بے پروائی سے) میں کچھ نہیں جانتا! جاؤ کُل پتی سے ہی پوچھ لو!

کاک:۔ اور موگلائن گوتر کے ہتھیار بنانے والے جو ایک سو کرمکار آئے ہیں انہیں کہاں ٹھہرایا جائے

رُودر (غصہ میں ڈانٹ کر) کہہ جو دیا کہ میں کچھ نہیں جانتا جاؤ کُل پتی سے پوچھو یا اُن کے پیارے اُس اندر سے پوچھ لو!

(کاک چپ چاپ ڈرا ہوا سا چلا جاتا ہے اور رُودر اسی طرح پریشان سا ترشول سے زمین کھودنے لگتا ہے اسی وقت مسکراتی ہوئی اپرنا داخل ہو کر اُس کے سامنے آ کھڑی ہو جاتی ہے مگر بوکھلایا ہوا سا رُودر دوسری طرف منہ پھیر لیتا ہے)

اپرنا:۔ کیوں کیا بات ہے رُودر؟ آج کل تم دکھائی بھی نہیں دیتے!

رُودر (رُکھائی سے) مجھے اپنے کاموں سے فرصت نہیں۔
اپرنا (گلہ کرتے ہوئے) ہاں! جی ہاں! اب تم یوجنا کے مُکھیا جو بن گئے! اب بھلا ایک معمولی لڑکی سے ملنے کی فرصت کہاں؟
رُودر۔ اب مجھ سے ملنے کی چاہت ہی کیسے ہے؟
اپرنا۔ کیا مت سیدھ؟
رُودر (تیکھی آواز میں) مطلب تم اپنے دل سے پوچھو! یا پھر اپنے اُس پردیسی پیا سے پوچھ لینا!
اپرنا۔ (ہنس کر) ارے! تو تم اب بھی اُس پر ناراض ہو؟ اب تو گاؤں پنچایت نے بھی اُسے کا نشر کنا مان لیا!
رُودر۔ (چبھتی آواز میں) چلو تمہارے دل کی سادھ پوری ہوئی! اب تو خوش ہوئیں!
اپرنا۔ (خوش تو سب کوئی ہے! اُس نے لوہے جیسی دھات کی کھان ہمیں دکھا دی! دھنش بان بنانا اور چلانا سکھایا! کتنی شکتی ملی ہے اُس کے آنے سے ہم سب کو؟ جانے ہر اپنے ذہن میں وہ کیا سوچتا!
رُودر۔ تم نے تو جان لیا!
اپرنا۔ (مسکراتی ہوئی) ہاں! مجھے تو اُس نے شاید کچھ

کا بتایا ہے! اپنے سورگ میں وہ دیوسینا کا سیناپتی تھا! . . . . ایک دن جب دیوگن کے لوگ اپنے ناچ رنگوں میں مست تھے۔ تو اچانک داؤں نے حملہ کر کے نگری میں آگ لگا دی!

رُودر:۔ اوہو!

اپرنا:۔ (اسی انداز میں) رات کے اندھکار میں بہت سے دیو مارے گئے۔ اور باقی نے ہار مان لی! یہ بیچارہ جیسے تیسے . . . .

رُودر:۔ (بات کاٹ کر) بھاگ نکلا . . . جس سینا کا ایسا بہادر سیناپتی ہو اُسے تو ہارنا ہی تھا!

اپرنا:۔ نہیں! تم نہیں جانتے! پہلے اسی اندر نے ان دُشمنوں کو دس بار پچھاڑا تھا۔ اسی ابھیمان میں چور دیوگن کے لوگ بھوگ بلاسوں میں اتنے ڈوب چکے تھے۔ کہ اس اچانک حملہ کی تاب نہ لا سکے۔

رُودر:۔ اسی لئے یہ بیچارہ اپنی جان بچانے یہاں سے بھاگ نکلا!

اپرنا:۔ جان بچانے کے لئے نہیں! پھر سے طاقت اکٹھی کر کے اپنے دیش کو دشمنوں سے آزاد کروانے کے لئے!

رودر : اچھا! تب ؟

اپرنا : تب بے چارہ مہینوں بن پربتوں میں ٹھوکریں
کھاتا بھٹکتا پھرا ۔ ۔ ۔ مگر بھاگیہ کی بات دیکھو!
یہاں سے ایک سو کوس پیچھے اسے وہ
جوالا مکھی پربت دکھائی دیا ۔ جس سے نکلنے
والا لاوہ ٹھنڈا ہوکر لوہا بن رہا تھا! ۔ ۔ ۔ ۔
اے ایشور! اکیلا آدمی کیسے بھٹکتا ہوگا!

رودر : اب تو دور ہوا اس کا اکیلا پن ؟

اپرنا : ہاں! ۔ ۔ ۔ یہ بھی بھاگیہ کی بات سمجھو
کہ کل پتی وہاں تھے ۔ ۔ ۔ نہیں تو تم نے
اسے مار ہی ڈالا ہوتا ۔!

رودر : (کرودھ کر) اچھا! اسی نے بہکایا ہوگا تم کو؟

اپرنا : ہاں وہ کہتا تھا ۔ گن کے سب جوانوں میں مجھے
رودر ہی سب سے اچھا لگتا ۔ ۔ ۔ مگر ۔ ۔ ۔

رودر : مگر کیا ؟

اپرنا : یہی کہ سچا ویر بہادر ہوتے ہوئے بھی کرودھی
بہت ہے!

رودر : (جھنجھلا کر) تم نے کیا کہا ؟

اپرنا : میں نے بھی کہہ دیا کہ بات سچ ہے! مجھ
نے بھی بات بات ۔ ۔ ۔ پر روٹھ جاتا ہے پر تو ۔ ۔

رُودر :- پرنتو کیا ؟

اپرنا :- (مسکراتے ہوئے) یہی کہ کرودھی ہونے ہوتے بھی ۔۔۔ اتنا کومل اور دیالو ہے کہ جیسے آکاش کا سُورج ! سدا سب کی بھلائی کے لیے اپنی جان جلانے والا ۔!

رُودر :- (پگھل کر) اپرنا !

اپرنا :- سچ کہتی ہوں رودر ! مجھے تمہارا یہ کرودھ بھی بہت پیارا لگتا ہے ! اِسی لیے تو گُل بتی نے تمہارا نام سب دُکھوں کو دور کرنے والا — رُودر رکھا !

رُودر :- اپرنا ! سچ مچ تمہارے اِس روپ جوبن اور چتورائی نے مجھے پاگل بنا دیا ہے !

اپرنا :- (جھوٹا افسوس کرتے ہوئے) اوہو ! یہ تو بہت بُری بات ہے ۔ کہ تم میرے کارن پاگل ہوئے جاتے ہو ۔

رُودر :- ہاں اگر یہی حالت رہی تو بس سب کام دھام چھوڑ تمہاری کٹیا کے سامنے ڈیرہ جما لوں گا !

اپرنا (شرما کر) ہٹ ! سب لوگ کیا کہیں گے ؟

رُودر :- پھر تم بابا سے کہہ کیوں نہیں دیتیں کہ مجھے رُودر سے بیاہ کرنا ہے ؟

اپرنا (دُکھی ہو کر) کرنا ہوتا ۔ تب کہہ دیتی ! مگر ۔ ۔ ۔

رودر :۔ (چونک کر) کیا مطلب ؟
اپرنا :۔ یہی کہ ہم نے بیاہ نہ کرنے کی پرتگیا کرلی ہے !
رُودر :۔ (حیران ہوکر) کہتی کیا ہو اپرنا ؟
اپرنا :۔ سچ کہتی ہوں رُودر! میرے ساتھ دوسری تین سو کاشر لڑکیوں نے بھی "بوا" "شاریکا" کے سامنے سوگندھ کھائی ہے کہ جب تک ہمارے پاس کافی بھومی نہیں ہوجاتی —— ہم بیاہ نہیں کریں گی۔
رُودر :۔ (بھڑک کر) یہ گن دھرم کے خلاف ہے ! گن کو سدا سنتانوں کی آوشیکتا ہے !
اپرنا :۔ بے شک ! مگر سنتانوں کا پیٹ بھرنے کے لیے بھوجن کی ضرورت ہے۔ جو آج ہمارے پاس نہیں ہے !
رودر :۔ تمہیں ہو کیا گیا ہے اپرنا ؟
اپرنا :۔ بھوکی اور کمزور پرجا پیدا کرنے سے نہ کرنا ہی بہتر ہے !
رُودر :۔ عجیب بات ہے !
اپرنا :۔ بالکل سیدھی سی بات ہے ! بیاہ کرنے سے پہلے ہمیں کاشمیر پراجکت یوجنا کو پورا کرنا ہوگا۔ (ٹھنس کر) میں تمہیں یہی بتانے تو آئی ہوں ... کہ کام کرنے والوں میں تین سو کاشر کماریوں کے نام بھی شامل کرلو !

رُودر:۔ لڑکیاں پہاڑ کاٹنے کا کام کریں گی ؟ یہ کبھی نہیں ہو سکتا !

اپرنا :۔ (بھڑک کر) ہو کیوں نہیں سکتا ؟ کیا ہم کسی سے کمزور ہیں ؟ یا ہم ناریوں کو اپنے گن کی سیوا کرنے کا ادھیکار نہیں ہے ؟

رُودر (ہار کر) گل پتی ایسا کرنے کی آ گیا نہیں دیں گے !

اپرنا:۔ پنچایت نے تو مان بھی لیا ہے !

رُودر :۔ اور گل پتی نے ؟

اپرنا :۔ گل پتی نے تو خود گھوشنا کر دی ہے کہ جو لڑکے لڑکیاں پراجکت پر بڑھ چڑھ کر کام کریں گے ... یوجنا سپھل ہونے پر انہیں اپنی مرضی سے بیاہ کرنے کا ادھیکار ہوگا !

رُودر :۔ (جوش میں) اپرنا ! میں تمہیں پانے کے لئے مورتا سے ہوڑ لگا دوں گا !

اپرنا :۔ (رُودر کو روکتے ہوئے) چُپ رہو ! کوئی ایسا بھی کہتے ہیں ؟

نندی :۔ (اچانک داخل ہو کر) کہتے کیوں نہیں ! اگر اب بھی مجھے پیٹ بھر کر بھوجن نہ ملا تو میں سب سے کہہ دوں گا ! ہاں !

رُودر :۔ (پیچھے ہٹ کر) کیا کہہ دے گا سب سے ؟

نندی (اکڑ کر) یہی کہ تم دونوں چھپ چھپ کر بیاہ

کی باتیں کرتے ہو!

اپرنا :- (شرما کر بھاگتے ہوئے) دھت تیرے کی! بدھو بیل کہیں کا!

نندی (اپرنا کے چلے جانے پر روتی آواز میں) دیکھ لو! اب تمہارے سامنے ہی کیا کہہ گئی! جو کوئی بھی آتا اس بیچارے نندی پر ہی برستا!

رُدر :- (جاتے جاتے گھبراہٹ میں) ارے مجھے کتنا کام کرنا باقی ہے! نناری! تم جلدی جاکر کاک بھٹ کو میرے پاس بھیجدو! (تیزی سے نکل جاتا ہے)

نندی :- (رودر کے چلے جانے پر) لو! جو کوئی بھی آتا اس بھیرے نندی پر ہی برستا؟ اور میرے مجبوجن کی بات؟ کوئی نہیں پوچھتا! . . . (چاروں طرف دیکھ کر) اچھا میں بھی جاتا ہوں۔

(چلا جاتا ہے)

پردہ

تیسرا سین

رات کا وقت۔ باہر بادلوں کے آثار۔ بیگمیہ شالہ میں کھڑکی کے پاس کھڑا اندر ایک درد بھرا گیت گا رہا ہے۔ اُس کی نظریں رہ رہ کر چمکتی بجلی کی روشنی میں دکھائی دینے والے برفانی پہاڑوں کے اُس پار کچھ ڈھونڈھتی ہوئی سی تاک رہی ہیں۔ وہ اب پہلے سے زیادہ خوبصورت صحت مند معلوم ہوتا ہے جلتے دیپکوں کے پرکاش میں سامنے دیوار پر سیتی سر کا خاکہ اور اس کے نیچے چبوترے پر کاشیر پرمنجیت کا بڑا سا ماڈل پڑا ہوا ہے۔ گیت کا آخری

بند ختم ہونے سے پہلے مسکراتی ہوئی اپنا
داہیاں ہو کر اُس کے پیچھے جا کھڑی ہوتی ہے
اور خود بھی گیت کی لہروں میں ڈوب جاتی
ہے۔ مگر اندر اپنے خیالوں میں اس قدر مست
ہے کہ اُسے پتہ تک نہیں چلتا

او میرے محبوب وطن
او میرے دلدار وطن
آہ کہ تجھ سے دور ہوں میں
قسمت سے مجبور ہوں میں
چھوٹ سکا نہ چھوٹے گا
تجھ سے میرا پیار وطن

تو ہے میرے دل کی دھڑکن
تو ان سانسوں کی سرگم
نور ہے میری آنکھوں کا
تو میرا گلزار وطن

نغمہ سرا بلبل کی قسم
رنگیں موسم گل کی قسم

شوخیٔ شام و سحر کی قسم۔
تجھ پہ جاں نثار وطن کی

اپرنا:۔ (گیت ختم ہوتے پر کچھ دیر بعد چپی توڑتے ہوئے)
پردیسی!

اندر:۔ (ڈر کر کمر سے تیر نکالتے ہوئے) کون؟

اپرنا:۔ (کھلکھلا کر ہنستے ہوئے) بس! ڈر گئے؟

اندر:۔ (مسکرا کر بات بدلتے ہوئے مخصوص انداز میں) تمہاری مدھر
آواز سن کر۔۔۔ ایک بجلی سی کوند جاتی ہے۔۔
میرے تن بدن میں۔

اپرنا:۔ (ہمدردی سے) اب تک سو نہیں سکے! اپنے دیش
کی یاد ستاتی ہے کیا؟

اندر:۔ (رک رک کر) وطن بہشت کی یاد کس کو نہیں ستاتی!
مگر میں سوچتا ہوں اب کہ۔۔۔۔۔۔
مکمل ہو جانے پر منصوبہ پر ریکشپ کلتھ۔۔۔۔
دنیا میں بن جائے گا ایک ایسا نیا بیوہرگ
کہ جو ہوگا کہیں زیادہ زرخیز و خوبصورت دیوؤں
کے پرانے بہشت سے!

اپرنا:۔ (خوش ہو کر) سچ مچ تمہیں وشواس ہے کہ ہمارا پراجیکٹ
پورا ہو جائے گا؟

اندر:۔ (جذبات کے جوش میں) جس پراجکٹ پہ کام کرنے
کو تمہارا جیسا ۔۔۔ تم ہی خوبصورت حور۔۔۔

بھلا کیوں ممکن نہ ہوگا ؟

اپرنا :- (جھجک کر) تم ہر بات میں کویتا کرنے لگتے ہو ! ـــــــ میں تمہارے دل کی بات جاننا چاہتی ہوں ؟

اندر :- (آہ بھر کر) کاش ! کہ تو مرا حالِ دل جان سکتی ! مگر میں ٹھیک کہتا ہوں اپرنا ! کہ مجھے صاف نظر آتی ہے تعبیر اُس حسین خواب کی ـــــــ تمہاری ان نیلگوں آنکھوں میں ـــــ کہ جو ہوگا ایک کرشمہ الیاتی ہاتھوں کا ـــــ خدا کی اُس خدائی میں !

اپرنا :- ایشور تمہیں بھی اپنے دیش کو دشمنوں سے آزاد کرانے کی شکتی دے !

اندر :- (تلخ لہجہ میں) دن رات عیش و آرام میں غرق قوم ـــــ جب تک غلامی کی ذلیں برداشت نہ کرے ـــــــ نہیں پہچان سکتی قدر و قیمت آزادی کی !

اپرنا :- عجیب منتو یہ ہے !

اندر :- منطق ؟ منطق نہیں حقیقت کہو ! ـــــــ ایک طرف تو تم دختران کاشمیر ہو کہ جن کی خوبصورتی اور ہٹ کا راز نہاں ہے ـــــــ اپنی سادگی اور عصمت میں ـــــــ اور دوسری طرف ہیں

بہشت کی وہ حوریں کہ جن کو فرصت نہیں، ملتی رات
دن اپنے بناؤ سنگار سے دلفریبتا سے)
ہوں؛ اُن تتلیوں کی اولاد غلامی نہیں تو کیا باقی؛
ایپرنا:۔ اس طرح کی باتیں کر کے تم اپنے کرتویہ سے
انکار کرنا چاہتے ہو ؟
اندر:۔ نہیں: بالکل نہیں ! ...... میں اپنے فرض سے انکار
نہیں کرتا ——— یہاں آکر پالیا ہے سرچشمہ
بہانے ——— اُس آبِ حیات کا کہ جس
کا ایک قطرہ بھی زندگی دے سکتا ہے مُردہ
قوموں کو ———
ایپرنا:۔ آج تمہارا مَن بے بس سا ہو رہا ہے
اندر (جذبات میں) کھلتے پھولوں کی شفاف مسکراہٹیں اور
بے لوث جانثار محبت! کس کو بے قابو نہیں کر دیتے؟
تمہاری اس رنگین جوانی کی قسم ——— اگر مل جائے
مدد مجھے ان جفاکش بہادر کاشٹروں کی ——— تو
میں ایک ہی دن میں آزاد کروا سکتا ہوں سارے
ایران کو ——— (آہ بھر کر) مگر افسوس!
ایپرنا:۔ تم کیا یہ سمجھتے ہو کہ ——— اپنے بھائی بند
دیووں کو آزاد کرانے میں ہم کاشٹر تمہاری مدد نہیں
کریں گے ؟
اندر:۔ کریں گے! ضرور کریں گے! مگر اس وقت تو ذریش

ہے اُن کے لیئے ایک دوسرا اہم مسئلہ ——
اور وہ ہے اِن مغرور پہاڑوں کا سینہ چیر کر
نئی زمین حاصل کرنا ! تاکہ پھل پھول سکیں آنیوالی
ہزاروں نسلیں !
اپرنا :- پرنتو یہ کام تو کچھ سالوں میں پورا ہوگا۔ تب تک
کیا آریہ مان کے دیو غلامی جھیلتے رہیں گے ؟
اِندر :- اپنے گناہوں کا پھل سب ہی کو بھوگنا پڑتا ہے
—— مگر صد آفریں ہے عقل کے آفتاب اُن
پدر کیشپ کی دانائی پر —— کہ جس نے ماپ
لیا ہے ذرہ ذرہ اِس عظیم سمندر کا ——
(ماڈل دکھاتے ہوئے) دیکھو ! میں نے تیار کیا ہے یہ
نمونہ رشی کی ہدایات پر !
اپرنا (حیرانی سے) اچھا ! پراجیکٹ کا یہ نمونہ ایمت بتی کے
انوسار تیار ہوا ہے !
اِندر :- ہاں ! استیمیت کے عین مطابق ! —— میرے
خیال میں پانچ سال سے زیادہ عرصہ نہیں لگے گا
اِسے کامیاب بنانے میں —— تب تک
مجھے انتظار کرنا ہی ہوگا !
اپرنا :- مگر کیسے ؟
اِندر :- (ماڈل دکھا کر سمجھاتے ہوئے) دیکھو یہ ہے بارہ مولہ
کی وہ پہاڑی —— اِس کے نیچے صرف تین

عمد ہاتھ گہرا پانی ہے۔

اپرنا:۔ اچھا!

اندر:۔ یہ کام شروع کرنا ہے اس نیچی جگہ پر کہ یہاں دس ہاتھ مٹی کے بعد ایک سو ہاتھ گہری چٹانی تہ پڑتی ہے۔

اپرنا:۔ خوب! تم نے تو کمال کر دیا!

اندر:۔ یہ سب اُن پادر کیشپ کی کھوج کا نتیجہ ہے مگر ہمیں کھدائی کرنی ہوگی۔ صرف اس چٹان کے آخر تک اور بس کام ختم!

اپرنا:۔ پرنتو اس طرح تو آدھا بھی پانی باہر نہیں نکل سکتا

اندر:۔ نکلے گا! ضرور نکلے گا! مگر اس میں کچھ راز کی باتیں ہیں۔

اپرنا:۔ وہ کیا؟

اندر:۔ سنو! اگر اتنا بڑا سمندر کھل جائے یہ یک وقت — تو ڈوب جائیں گے تریخ آب میں بسنے والے — اپنے ہی بھائی آریہ کبھرتوں کے وہ قبیلے جو آج سے نصف صدی پہلے ہم سے جدا ہو کر وہاں آباد ہوئے تھے۔

اپرنا:۔ تعجب ہے! تو تم ۔۔۔ بالکل ٹھیک ۔۔۔

اندر :- (اپنی بات جاری رکھتے ہوئے) اور سطوہا ہٹنے بڑے
پانی کے بہاؤ سے ـــــ بہہ نکلے گی وہ زرخیز
مٹی کہ جو ماں کی طرح کشمیر نے کو پالتی ہے
ہم سب کو!

دیوتا :- ہے ایشور! تب تو ہم جی ہی نہیں سکتے!

اندر :- اور اگر چٹان کے نیچے کام کرتے ہوئے پھٹ
جائے نرم مٹی کی تہہ ـــــ تو ڈوب سکتے ہیں ہم
سب کام کرنے والے خود بھی!

اپسرا :- اُف! کتنا بھیانک کام ہے! تب کیا ہوگا؟

اندر :- ہوگی صرف چٹان نک کٹائی ـــــ جس سے
بہنے لگے گا دس ہاتھ گہرا پانی اپنے پورے
دباؤ کے ساتھ ـــــ اور اسی سے کٹتی چلی جائے
گی. مٹی کی تہیں خود بخود مگر آہستہ آہستہ ـــــ
(خوش ہوکر) بس اس طرح چند ہی مہینوں میں ہمارے
ہاتھوں کے نیچے ہوگی. یہ سینکڑوں کوس لمبی
چوڑی حسین وادی ـــــ یعنی وادی کاشمیر ـــــ
(ہنستا ہے)

اپسرا :- (خوش ہوکر) تب تو خوب آنند بھی ہوگا!

اندر :- ہاں! جشن تو ہوگا ہی ـــــ مگر مجھے شک ہے

اپرنا:- کیا ٹنٹکا ہے تمہیں ؟

اندر:- یہی کہ کہیں رکاوٹ نہ بن جائے ـــــ رحم دلی پیر قبیلہ کی !

اپرنا:- وہ کیوں ؟

اندر:- اس لیے کہ پدر کبٹپ زور دیتے ہیں یدّاہیوں کے ساتھ صلح رکھنے کی بات پر !

اپرنا:- ٹھیک تو ہے ! وہ بھی تو انسان ہیں ـــــ انہیں بھی اس پرتھوی پر ہماری طرح ہی جینے کا ادھیکار ہے !

اندر:- مگر وہ آدم خور جنگلی ان باتوں کو سمجھیں گے نہیں !

اپرنا:- پرنتو ان کے جنگلی پن کی خاطر ـــــ ہم کیوں اپنے دل سے دیا اور دوستی کی بھاؤنا چھوڑ دیں ؟

کیسفپا:- (داخل ہوتے ہوئے) شاباش بیٹی ! تم ہمارے وچاروں کی سچی مورت ہو ! (دونوں کی پیٹھ پر ہاتھ رکھتے ہوئے) میرے بچو ! میں یہی چاہتا ہوں کہ ہم منشیوں کے ہاتھوں ہی اس کاشمیر کی دھرتی پر سب انسان مل جل کر رہیں۔ اور پھولیں پھلیں ! ہم سب اسی ایک ایشور کی سنتان ہیں ایک باپ کے بیٹے بھائی بھائی ہیں !

اندر زنغلیم میں جھک کر (میں قدر کرتا ہوں ! آپ کے ان
نیک خیالات کی ـــــ مگر مجھے ڈر ہے کہ
ہمارے دشمن ان باتوں کو ہماری کمزوری نہ
سمجھ بیٹھیں !

امرنا :۔ تب تو وہ ہر یدھ بھی چھیڑ سکتے ہیں !

کیشپا :۔ (دکھی ہو کر) چپ رہو ! یدھ لڑائی کی باتیں مت
چھیڑو ! میں نے اپنے جیون میں کئی یدھ دیکھے
ہیں ! ان کے گھاؤ بھری گھاؤ رہے ہیں ! ان سے دھرتی
کو دکھوں کے سوا کچھ نہیں ملتا !

(باہر سے بجلی کی چمک اور بادلوں کی گرج سن کر)
اف ! یہ آندھی ! طوفان ! ـــــ بچو ! میرا
من آج بہت ویاکل ہو رہا ہے ! (رک کر)
'دھر' اور 'دران' کو آج دوپہر تک واپس آجانا چاہیئے
تھا پرنتو ! اب آدھی رات بیت چلی ـــــ ہے
ایشور اب تم ہی رکھیا کرنا !

(اسی وقت آندھی کے تھپیڑوں سے
دروازہ کھلتا ہے بجلی کڑکتی ہے اور پوری
طرح پانی سے شرابور رودر ہاتھ میں مشعل
لئے ہوئے اور ایک بیہوش آدمی کو کاندھے

اندر داخل ہو کر چپ چاپ سب کے
سامنے لٹا دیتا ہے۔ اندر خود غصہ میں
دوسری طرف منہ پھیر کر کھڑا ہو جاتا ہے)

اپرنا:۔ (گھبرا کر) رودر! یہ کون ہے؟ کیا ہوا اسے۔
رودر (چپ چاپ کھڑا سب کی طرف دیکھتا رہتا ہے)
کیشپ:۔ بولتے کیوں نہیں 'رودر'؟ یہ کون ہے کیا
ہوا اسے؟
رودر:۔ (کرودھ میں) یہ ہے آپ کی نتھا نتی نیتی کا پھل
—— مانجھی نمبر کا بیٹا یشوپ!
اندر:۔ (حیرانی سے) مانجھی پوشن! مگر یہ تو گیا تھا محترم
دھر کے ساتھ بارہ ٹولہ —— اُن کا کیا ہوا؟
رودر:۔ (پھیکی آواز میں) وہی جو ہونا تھا!
کیشپ:۔ (جھک کر بیہوش کی ناڑی ٹٹولتے ہوئے) یہ یہاں
کیسے پہونچا؟ اُن سب کا کیا ہوا؟
رودر:۔ دشمنوں نے بھینٹ کا سامان لوٹ کر! بہت
کو بندی بنا لیا ہے۔ اور اماوس کی رات اُسے
دیوتا کی بلی چڑھانے والے ہیں:
اندر:۔ سردار دُرن اور اُن کے بھٹوں کا کیا ہوا؟
رودر:۔ اُن سب کو دشمنوں نے ناک تا پونچھ میں گھیر

لیا ہے اور گھمسان کی لڑائی جاری ہے!

کیشپا:- پھر یہ مانجھی یہاں کیسے پہونچا؟

رودر:- کسی طرح دشمن کے چنگل سے چھوٹ کر
پھر پانی میں تیرتا ... اور دن بھر جنگلوں
میں بھاگتا ابھی میری کٹیا کے دوار پر آ پہونچا—
مگر بات کہتے کہتے بے سدھ ہو گیا۔

کیشپ:- (گھبراہٹ میں مانجھی کی سانس دیکھتے ہوئے) سردی
سے اس کے ہونٹ نیلے پڑ گئے ہیں سارا
شریر اکڑ رہا ہے (اپرنا سے) اپرنا! اسے
جلدی اندر لے جاکر کمبل اوڑھا دو! اور شاریکا
سے کہو کہ گرم جل سے اس کا اپچار کرے

(اندرا اور اپرنا دونوں مانجھی کو اٹھا کر اندر
کی طرف لے جاتے ہیں کیشپ نہایت
پریشانی کی حالت میں ہاتھ ملنے لگتے ہیں)

کیشپ:- (بڑبڑاتے ہوئے) اف! میں کیا چاہتا تھا—
اور کیا ہونے لگا-! ہے ایشور! کیا بھلائی کا یہی
پھل ہے!—

رودر:- (تیکھی آواز میں) مورکھوں اور سانپوں کے ساتھ کی
گئی بھلائی کا پھل یہی ہوتا ہے!

کیشپ :- (بے پریشانی اور گھبراہٹ میں چپ چاپ چکر کاٹنے لگتے ہیں)

اندور :- آپ ہی کی دیا اور مہربانی کے کارن ان شترؤں کو یہاں ٹھہرنے کی ہمت ہوئی! ورنہ پہلے تو کہتے ہیں کہ وہ جگہہ ہماری تھی۔ یہ یہاں لوگ تو لڑائی کے جھگڑوں سے بچنے کو یہاں آئے ہیں!

کیشپ :- (اپنے آپ سے) نہیں! نہیں! نہیں اوشیہ ودھسوں پر دیا کرنی چاہئیے ــــ نہیں تو ــــ

اندور (گھبراہٹ میں داخل ہوتے ہوئے) کیا ہوگا! اب کیا ہوگا بابا؟

کیشپ :- (دوہراتے ہوئے) کیا ہوگا! ــــ یہی تو میں تم سے پوچھنا چاہتا ہوں! --- (اپنے آپ میں) میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا! ہے ایشور دیا اور شانتی کی شکتیوں کو ہارنا ہوگا؟ (کچھ رک کر) اب دیوتا ہی ان پاپیوں کو بچائے!

اندور :- مگر اپنے لوگوں کو بچانے کے لئے کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی ہوگا!

کیشپ :- میں کچھ نہیں کر سکتا! تم نوجوان ہو کرنا چاہتے

ہو کر!

اندر: گھبرانے کی بات نہیں ہے پدر! برتر اور بلند ہے مقصد آپ کا ـــ آپ ہی حکم فرمائیے!

کیشپ: ۔(دکھی آواز میں) میں گھبراتا نہیں ہوں بیٹا! مجھے دکھ ہے کہ مورکھ براہما پیر کا شرمل دوارا ـــ جائیں گے! جب کہ ہم انہیں سمجھ ـــ پچھنا چاہتے تھے!

اندر: ۔مگر اب کیا ہو سکتا ہے؟ یہ حالت تو خود انہوں نے پیدا کر دی!

کیشپ: ۔(مضبوطی سے) نہیں ہو سکتا؟ تو اپنی پوری طاقت کے ساتھ اُن دشمنوں پر ٹوٹ پڑو! میں تم دونوں کو حکم دیتا ہوں! ...... اپنے آدمیوں کو ہر صورت میں بچانا ہمارا دھرم ہے!

اندر: ۔(خوشی کے طوفان میں) مجھے! مجھے فخر بخشا ہے آپ نے کاشر سینا کی خدمت گزاری کا! میں قسم کھاتا ہوں اُس پاک پروردگار کی ـــ کہ کر دوں گا نیست و نابود اُن تہمت پرست دشمنوں کو ـــ کہ جنہوں نے ٹھکرا دیا ہے ـــ پیغام دوستی ـــ

ہم [illegible] کا

کیتسپ: (لودور سے) لودور ۔۔۔ تم آج رات ختم ہونے سے
پہلے پہلے دو ہزار بھٹوں کو اکٹھا کر لو!
(اندر سے) تم سب کے سب نئے ہتھیاروں کا
پربندھ کر دو! ۔۔۔ میں تب تک اُس ناشنبی
کی حالت دیکھوں

(سب چلے جاتے ہیں)

اندر: (لودور سے) اب سوچنے کا وقت نہیں ہے دوست!
لودور: مگر دُور دُور گوٹھوں میں بیٹھے بھٹوں کو اتنی
جلدی کیسے بلایا جائے؟ ۔۔۔ پھر برج ہوم
کی رکھشا کا کیا ہوگا؟
شاریکا: (داخل ہوتے ہوئے) بستی کی رکھشا ہم ناریاں
خود کریں گی! تم اونچے ٹیلوں پر ڈھول بجوا کر
سب کو خبردار کر دو!
اندر: (شاریکا کی طرف جھک کر) صد آفریں ہے تم کاشر عورتوں
کا کہ جو بہادری اور ہمت سے سامنا کر سکتی
ہیں ہر آفت کا ۔۔۔!
لودور: (شاریکا سے) اچھا! مجھے ابھی وقت موجود بھٹوں
کے ساتھ کوچ کرنا ہوگا ۔۔۔ تاکہ دن نکلنے سے
پہلے ناگ دیپ کا گھیرا ٹوٹ سکے۔

اندر:۔ مگر اس آندھی اور طوفان میں نادیں کیوں کر
چل سکتی ہیں!

نُدور:۔ یہ آندھیاں اور طوفان ہمارے ساتھی ہیں! ہوا
کی تیزی ہمیں جلدی اپنے ٹھکانے تک لے
جائے گی ــــ تم باقی بھیڑوں کے ساتھ خشکی
کے راستے آگے بڑھو!

اندر:۔ مگر میں ....

شاریکا:۔ کچھ چنتا مت کرو! نندی۔ کاک۔ لوبش آدمی
سب ہی بھٹا راستہ جانتے ہیں!

نُدور:۔ اور دیکھو. براہا مول پر کل رات دونوں طرف
سے حملہ کیا جائے گا۔ تاکہ ننترو کو بھاگنے کا
اوسر نہ ملنے پائے ــــ اور سنو! دونوں
طرف سے آگ جلا کر اسے جلائے جائیں
گے! اچھا اب میں چلا ــــ (جانے کو بڑھتا
ہے)

اندر:۔ اور میں بھی (جانے لگتا ہے)

اپرنا:۔ (ہاتھ میں آرتی کی تھالی لیے داخل ہو کر) ٹھہرو! میں تم دونوں
کو تلک لگا دوں!

(دونوں رک جاتے ہیں اپرنا دونوں کو تلک لگا

اپرنا (ہمدردی لگاکر) دیکھو انم دونوں اس بات کو مت بھولنا
کہ ہمارا مقصد سب کی بھلائی کرنا ہے — (برسنے
لگتے ہیں) اپنے پوتر ہاتھوں کو کسی نراپرادھ کے
لہو سے مت رنگنا! (آنسو پونچھ کر) آکاش کے دیوتا
انہیں سنبھالتا دیں!

رُدر اور اندر دونوں چلے جاتے ہیں۔
تشاریکا روتی ہوئی اپرنا کو تھام کر اندر کی
طرف جانے لگتی ہے

پردہ

چوتھا سین

(صبح سویرے یگیہ شالہ کی کھڑکی کے پاس اپنا اون صاف کرنے کے بہانے بیٹھی ہے۔ اون کا برتن ایک طرف پڑا ہے ہاتھ کی تکلی ہاتھ ہی میں لیئے۔ سُدھ بُدھ بھلائے اُداس نظروں سے سنج سر کے اُس پار ....تاک رہی ہے اسی وقت اُسے تلاش کرتی اور پکارتی ہوئی شاریکا ہاتھ میں دُودھ دُوہنے کا برتن لیئے داخل ہوتی ہے)

شاریکا:- (اپرنا کو نہ دیکھ کر) کہاں چلی گئی یہ لڑکی! اپرنا! او اپرنا!

اپرنا:- (جلدی سے آنکھوں کے آنسو پونچھنے لگتی ہے)

شاریکا:- (اپرنا کی طرف دیکھ کر) اری! تو یہاں بیٹھی ہے؟ گوشٹر میں گائیں کب سے رنبھا رہی ہیں۔ نٹ کھٹ بچھڑوں نے تو سارا گوشٹھ ہی سر پر اٹھا رکھا ہے! (جھڑک کر) تو نے اب تک دودھ کیوں نہیں دوہا؟

اپرنا:- (اُداس بھرائی آواز) میرا من آج ٹھکانے نہیں ہے امّا! دوہنی گاگر یا کسی دوسری لڑکی سے کہہ دو!

شاریکا:- (پیار سے جھڑک کر) من کا بے ٹھکانے ہونا اچھا روگ نہیں باؤری!

(اپرنا کو روتے دیکھ کر) اری! ان کمل جیسی آنکھوں میں یہ موتی جیسے آنسو؟

اپرنا:- (چپ چاپ شاریکا کے سینے سے لگ کر رونے لگتی ہے)

شاریکا:- (پیار سے سہلاتے ہوئے) اری! روتی ہے؟ (مسکراتے ہوئے) سورج کی طرح پرکاش اور گرمی پھیلانے والے بھولے رودر کے لئے...

یا چندا کی طرح چاندنی بکھیرنے والے اُس چالاک

اندر کے ہے ؟

اپرنا :۔ (رندھی آواز میں) وہ دونوں ہی مجھے بہت پیار کرتے ہیں !

شاریکا (ہنسکر) اور تو ؟

اپرنا :۔ (بھرائی آواز میں) مجھے بھی دونوں ہی اچھے لگتے ہیں !

شاریکا (بیٹھی چٹکی سے کر) باتونی کہیں کی ! کبھی سورج اور چاند کو بھی کسی نے ایک ساتھ پایا ہے ؟

اپرنا :۔ (آنسو پونچھتی ہوئی دوسری طرف منہ پھیر لیتی ہے)

شاریکا (بڑبڑاتے ہوئے) یہ دیوں کا سورگ نہیں ہے — کاشتر آریوں کا گھر ہے ! — یہاں ایک ناری صرف ایک ہی پُرش سے پیار کر سکتی ہے !

اپرنا :۔ (جھنجھلا کر) میں کسی سے بھی پیار کرنا نہیں چاہتی ! تمہاری طرح ہیوں پھر کنواری ہی رہ لوں گی !

شاریکا :۔ (آہ بھر کر) ارے پگلی ! کبھی ناری بھی پیار کے بنا جی سکتی ہے ؟ کبھی دیپک بھی سنیہ کے بنا جلتا ہے ؟

اپرنا :۔ (کرُدھ کر) کیوں نہیں جی سکتی ۔ تم بھی تو ناری ہو ! تب کیا تم بھی کرتی ہو کسی سے پیار ؟

شاریکا (لاجواب سی چپ رہتی ہے)
ایرنا (مچل کر) بتاؤ نا۔ کرتی ہو تم بھی کسی سے پیار؟
شاریکا (اداسی بھری آواز میں) ہاں! کبھی کرتی تھی ——
ایرنا (چونک کر) کہاں! کب! کس سے؟
شاریکا: (کھوئی سی آواز میں) اسی نشٹھر سوم کے ساتھ جو آج
سے برسوں پہلے ... اپنے ماما کے ساتھ ملنے
جا کر —— پھر واپس نہیں لوٹا (سنبھل کر بات چھپاتے
ہوئے) مگر میری بات دوسری ہے۔ میں نے
اپنے آپ کو گن اور ہیم کی سیوا کیلئے سونپ
دیا ہے۔ گرو کے سب ہی بچے میرے بچے
ہیں! میرا پیار آکاش کے بادلوں کی طرح
سب کے لئے ہے۔
ایرنا: مگر تمہیں اس سے کیا ملا؟
شاریکا: (پھیکی ہنسی ہنس کر) اری بھولی! پیار بھی کوئی صلہ
پانے کی چیز ہے؟
ایرنا: پھر بھی پیار کے بدلے پیار تو ملنا ہی چاہئے!
شاریکا: تو تو ابھی بچی ہے! جب پیار ہو جاتا ہے تو بدلہ
پانے کی اچھا ہی نہیں رہتی —— جو بوند سندر میں
سما گئی —— وہ مانگے گی کیا؟ اور مانگے گی کس سے؟

اپرنا :۔ اہیا !
شاریکا :۔ جو کھوئی نہیں — اُس نے پایا ہی کہاں ؟
اپرنا :۔ (بے بسی میں) مگر میں کیا کروں اہیا !
شاریکا :۔ جلو ! بس دیپک کی طرح جلتی رہو ! — جب تک کہ اُن دونوں میں ایک بہتر ہو کر تمہارے من مندر کا دیوتا نہ بن جائے ۔ وہ دونوں ہی تجھے سچے ہردیہ سے پیار کرتے ہیں — اسی لیے تو ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر اچھا بننے کا جتن کر رہے ہیں !
اپرنا :۔ مگر میں کیا جانوں کہ اچھا کیا ہے ؟
شاریکا :۔ پیار کی راہ میں اچھائی صرف تیاگ بلیدان سے اُجاگر ہوتی ہے
اپرنا :۔ میں کسی سے بھی پیار کرنا نہیں چاہتی !
شاریکا :۔ پیار ایشور کا وردان ہے ! آج تمہارا پیار کاشُر کے لیے وہ شکتی بن گیا ہے — جس کی روشنی میں رُودر اور اندر اُنتی کی راہ پر سرپٹ دوڑے چلے جا رہے ہیں ۔ (گھبراہٹ میں) اوہ ! تو نے مجھے بھی بھُولی بسری باتوں میں اُلجھا لیا ! مجھے تو ابھی یُدھ کے میدان میں چلنے والی باؤں پر

سامان لدوانا ہے : (جلدی سے جانے لگتی ہے)

اپرنا :۔ (شاریکا کا ہاتھ تھام کر) ذرا لڑائی کے سماچار تو بتاتی جاؤ اماں!

نندی :۔ (داخل ہوتے ہوئے) لڑائی کے سماچار؟ لڑائی کے سماچار سب گپت رکھے گئے ہیں! گل بتی اور بوا شاریکا کے سوا کسی کو وہ باتیں نہیں بتائی جا سکتیں — ہاں!

شاریکا :۔ (جاتے جاتے) تم نندی سے لڑائی کی خبریں پوچھو! تب تک میں مانجھیوں کا کام دیکھ آؤں (چلی جاتی ہے)

نندی :۔ (کانوں کو ہاتھ لگا کر) لڑائی کی خبریں میں بالکل نہیں بتا سکتا!

اپرنا (ہنس کر) آپ کب آئے بھٹ جی مہاراج!

نندی (خوش ہو کر) اچھا! اب تم نے بھی مجھے بہادر بھٹ مان لیا؟ تو سنو ہم کل آدھی رات کے وقت برج ہام میں پدھارے ہیں — یہ ہے ایک اہم خبر۔

اپرنا (جھوٹا افسوس کرتے ہوئے) چ... چ... چ... تب تو آپ کو بھوک بھی بہت لگی ہوگی!

نندی (چونک کر) ارے ہاں! سنو... ردور نے اپنے ترشول کے ایک ہی وار سے براہوں کے سردار جاودسجو کو مار ڈالا!... پر نتو

اپرنا :۔ (گھبرا کر) پرنتو کیا؟ ردور کشل سے تو ہیں؟

نندی :- (اکڑ کر) چُپ رہو! جو میں بتاؤں وہی سنو!

اپمنا :- (ہار کر) اچھا تم ہی سناؤ!

نندی :- تو سنو! پربہت دُھر اور باقی ششوں کو ٹھیک وقت پر بچا لیا گیا مگر ــــ

اپمنا :- (تلملا کر) ارے میں پوچھتی ہوں رُدو ر کا کیا ہوا؟

نندی (رک رک کر) رُدو ر تو ٹھیک ہے ــــ مگر ندی بیچارہ پھر کیسی اندر ــــ

اپمنا (پریشانی میں) جلدی بتاؤ نا کیا ہوا ہے اندر کو؟

نندی (بگڑ کر) نہیں اِدھر کی باتیں میں کسی کو نہیں بتا سکتا!

اپمنا (شرارت سے مسکرا کر) تو تمہارے لئے تھوڑا دودھ اور شہد لا دوں؟

نندی (ہونٹ چاٹتے ہوئے) ارے جلدی لا دو نا!

اپمنا :- ٹھہرو ذرا بات ختم ہو جائے ....

نندی :- تو جلدی سنو! اندر بھاگتے ہوئے دشمنوں کے پیچھے دور گھنے جنگلوں میں نکل گئے ہیں بہت سے شترو ملے گئے۔ اور باقی نے ہتھیار ڈال دیئے ہیں!

اپمنا :- اور کچھ؟

نندی :- شترگھو کی ہزاروں بھیڑ بکریاں اور بھینس ہمارے ہاتھ لگ گئی ہیں۔

اپرنا :- تب تو تم نے خوب پیٹ بھر کر بھیڑے کا ماش کھایا ہوگا؟

نندی :- ارے کہاں؟ وہ سیتا پتی ورن تو اُن کی طرف دیکھنے بھی نہیں دیتے!

اپرنا :- کیوں بھلا؟

نندی :- کہتے ہیں ..... یہ سب اُن براہوں کی سمپتی ہے جو ہمارے ساتھ کام پر لگے ہوئے ہیں

اپرنا :- کام پر لگے ہیں؟

نندی :- ہاں: ایک ہزار سے بھی زیادہ براہا نرناریوں اور بچوں کو اپنی رکھیا میں لے لیا گیا ہے — اور پرسوں سے پہاڑ کاٹنے کا کام بھی شروع کر دیا گیا ہے۔

اپرنا :- (خوش ہوکر) تب تو سب شبھ ہی شبھ ہے!

نندی :- ہاں تبھی تو رُودر نے تمہارے لئے سندیش بھیجا ہے!

اپرنا :- (جوش میں) کیا سندیشہ بھیجا ہے میرے پیارے رُودر نے؟

نندی :- نہیں نہیں ۔۔۔ ایسے ہی ۔۔۔ کچھ بھی نہیں !

اپرنا (مچل کر) ہوں ! ہوں ! بتا دو نا میرے اچھے نندی

نندی :- (اسی کی طرح) ہوں ! ہوں ! کھلا دو نا تھوڑا دودھ اور شہد !

شاریکا :- (داخل ہوتے ہوئے) کھلا دو نا اب اس بے چارے کو کچھ !

اپرنا :- (شرما کر بات بدلتے ہوئے) کیسا چل رہا ہے کام اُن مانجھیوں کا امبا ؟

شاریکا :- کام تو ٹھیک ہے ۔۔۔ مگر بابا آج بہت دُکھی اور اُداس معلوم ہوتے ہیں !

کیشپا :- (لاٹھی کے سہارے داخل ہوتے ہوئے) ہاں ! میرا من بہت دُکھی ہے بیٹیو ! (

(کچھ رُک کر) میرے اُجلے سورگ چھتر پر لہو کے چھینٹے پڑ گئے ہیں !

شاریکا :- مگر لڑائی ہم نے تو نہیں چھیڑی بابا ! ہم تو امن اور مترتا کا سندیش لے کر ہی اُن کے پاس گئے تھے ۔

کیشپا :- یدھ کسی نے کبھی چھیڑا ۔۔۔ پر تو یدھ ہے تو آخر یدھ ہی ! اُس میں کتنی ناریوں

۔ کے سوہاگ لُٹ گئے ؟ کتنے بچے اناتھ ہو گئے؟
اپرنا:۔ ایشور کو یہی منظور ہوگا بابا !
کیشپ:۔ (زور دے کر) نہیں ! نہیں ! اُس نردیکار پرماتما
کو اِن پاپوں میں مت گھسیٹو بیٹی ! وہ تو سدا
سب کی بھلائی کرنے والا ہے !
شاریکا:۔ پتا بھی اپنے دُشٹ بچوں کو دنڈ دیئے بنا
سُدھار نہیں سکتا ! پاپیوں کو اُن کے پاپوں کا
پھل ملنا ہی چاہیئے !۔ (اپرنا سے) اپرنا ! میں
ہتھیار لے جانے والی ناؤں کے ساتھ خود
جا رہی ہوں ۔ کہیں بھاگتے ہوئے شترو بستی پر
حملہ نہ کر دیں اس لئے بستی کی ماتاؤں اور بچوں
کو اُونچے ٹیلے پر بھیج رہی ہوں ۔ تم بابا کی سیوا
کا خیال رکھنا !
کیشپ:۔ نہیں ! نہیں ! میری بہادر بچی ! میں اب ایک
پل بھی یہاں رہنا نہیں چاہتا ! یدھ استھل میں
سینکڑوں گھائل ہمیں پکار رہے ہیں ! ... (اپرنا سے)
چلو بیٹی ہم بھی اُن کی سیوا کریں !
شاریکا:۔ پرنتو بابا !
کیشپ:۔ جب پربت کاٹنے کا کام شروع ہو گیا ہے

تو میرا وہاں رہنا بہت ضروری ہے (نندی سے)
نندی! تم ہم سب کے چلنے کا پربندھ کر دو!
(جاتے جاتے) تب تک میں کچھ جڑی بوٹیاں باندھ
لوں . .

(شاریکا کے کندھے پر ہاتھ رکھے چلے جاتے
ہیں۔ اپرنا بھی اُن کے پیچھے چلی جاتی ہے .
صرف نندی رہ جاتا ہے)

نندی :- (سب کے چلے جانے پر) لو ! جو کوئی بھی آتا اس بھولے
نندی کو ٹھگتا ہے ! اب یہ بھی گئی - اچھا میں بھی
جاتا ہوں : (جاتا ہے)

پردہ

پانچواں سین

بارہمولہ کے مقام پر پہاڑ کاٹنے کا کام جاری ہے۔ پردہ اٹھتے ہی رنگ منچ کے آخری پردے پر کام کرتے ہوئے لوگوں کی پرچھائیاں حرکت کرتی دکھائی پڑ رہی ہیں۔ پہاڑوں کے نال پر گیت گاتے ہوئے بہت سے کام کرنے والوں کی آوازیں گونج رہی ہیں۔

گیت

ایک آواز: ساتھی مل کر قوم بڑھاؤ
ساتھی ڈٹ کر ہاتھ چلاؤ

سب:- ساتھی مل کر قوم بڑھاؤ
ساتھی ڈٹ کر ہاتھ چلاؤ

ایک:- نو نرمانوں کی راہوں پر نکلے جو زمانا
اتہاسوں کے سینے پر انکت ہے اُنکی گاتھا

سب:- ساتھی مل کر ۔ ۔ ۔ ۔
ساتھی ڈٹ کر ۔ ۔ ۔ ۔

ایک:- باہوں میں بجلی کی طاقت من میں جوش نرالا
ہاتھ پیر آنکھیں دے قدرت نے سب کچھ دے ڈالا

سب:- ساتھی مل کر ۔ ۔ ۔ ۔
ساتھی ڈٹ کر ۔ ۔ ۔ ۔

ایک:- دیکھو چنچل روپ جوانی یوں ہی نہ گھل جائے
جوبن وہی سنبھل جو جگ کے بگڑے کاج بنائے

سب:- ساتھی مل کر ۔ ۔ ۔ ۔

ساتھی ڈٹ کر . . . .

ایک :- بھر وشواس جدھر بھی نکلیں محنت کے متوالے
ویرانوں میں پھول کھل اٹھیں بنجر ہوں ہریالے

سب :- ساتھی مل کر قدم بڑھانا
ساتھی مل کر ہاتھ چلانا

گیت کی آواز مدھم ہوتی ہوئی بند ہونے لگتی ہے
اسی وقت رنگ منچ پر روشنی تیز ہوجاتی ہے
کندھے پر بسولہ اٹھائے تیزی کے ساتھ کام
پر جاتے ہوئے رُودر داخل ہوتا ہے دوسری
طرف سے گھبرایا ہوا سا اندر داخل ہوتا ہے
دونوں آمنے سامنے سے گزرتے ہیں

اندر (تیزی میں چند قدم بڑھ کر پھر مُڑتے ہوئے) ٹھہرو ! ساتھی رُودر !
تم وہاں مت جاؤ !

رُودر :- (رُک کر) کیوں کیا بات ہے ؟ تم اتنے گھبرائے
ہوئے کیوں ہو ؟

اندر :- کام پر خطرہ پیدا ہوگیا ہے ! چٹان ٹوٹ چکی ہے
صرف آخری پتھر باقی ہے مگر مٹی میں جگہ جگہ پانی
کے سوتے پھوٹ رہے ہیں !

رُودر :- کچھ چنتا نہیں ! میں سب ٹھیک کر لوں گا !

اندر :۔ مگر وہاں جان کا خطرہ ہے! کسی وقت بھی مٹی کا ٹیلہ پھٹ سکتا ہے!

رُودر :۔ تب تو ہمیں جلدی سے جلدی آخری پتھروں کو توڑ ڈالنا چاہیئے

اندر :۔ مگر تم خود وہاں مت جاؤ!

رُودر :۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں اس گھڑی کام پر نہ جاؤں؟

اندر :۔ ٹھہرو! تم سارے کام کے نیتا ہو ... رہنما ہو! تمہاری جان سب سے قیمتی ہے!

رُودر :۔ (جاتے جاتے) دھکار ہے اُس نیتا پر جو دوسروں کو خطرہ میں ڈال کر خود بھاگتا پھرے!

(چلا جاتا ہے)

اندر :۔ (جاتے رُودر کو پکار کر) ٹھہرو دوست! کچھ عقل سے کام لو! پدر کیشپ سے مشورہ کر لینا ضروری ہے۔ ...

(اندر بھی اسی طرف چلا جاتا ہے جس طرف سے رُودر گیا۔ اسی وقت دوسری طرف سے دھر اور تانترے آپس میں بحث کرتے اور جھگڑتے ہوئے داخل ہوتے ہیں۔)

تانترے :۔ (زور دے کر) ارے! دیکھ تو! تم نے ...

محنت اُدّم اور سنگٹھن کی طاقت ۔ اگر تمہارے بھاگیہ وادی چکّر میں پھنسے رہتے ـــ تو اب تک جڑ دیوتاؤں کو ہی پوجتے ہوتے !

دھَنر :۔ میں کہتا ہوں سورج چندر ، پرتھوی ، جل وایو آدمی سب دیوتا ہیں ۔ اِن کی شکتی اپار ہے ؛ انہیں کی کرپا سے ہمارے سب شترو نشٹ ہو گئے ۔ اور اتنا مہان کام پورن ہونے والا ہے ۔

تانترے :۔ (اپنے ہاتھ میں لگام تھامتے ہوئے) ارے مُن ! میں کہتا ہوں تمہارے دیوتاؤں کو بنانے اور چلانے والی بھی ایک طاقت ہے ۔ جو ایشور ہے ۔ خدا ہے !

دھَنر :۔ (حیرانی اور غصہ میں) ارے دُشٹ ! تم نے بھی اُس پردیسی چھوکرے سے ایشور کو خدا کہنا سیکھ لیا ؟

تانترے :۔ (بھڑک کر ہاتھ چلتے ہوئے) تو کیا ہوا ؟ تم بھی سودھا سُویم بھو کہتے ہو ! اِن سب کا مطلب ایک ہی ہے یعنی خود بخود آنے والا خدا !

دھَنر :۔ (کڑک کر) میرے پرتکھیہ دیوتاؤں کو چھوڑ کر نہ دکھائی دینے والے اگیات کے پیچھے بھاگنے والے تم ناستک اور پاپی ہو !

تانترے :۔ (نفرت میں ناک چڑھا کر ہاتھ مٹکاتے ہوئے) جڑ تا کے پرستار

تم پاکھنڈی اور ٹھگ ہو!

دَھر:۔ (سیخ پا ہوکر) ارے نیچ! گڈریا ہوکر تو بھی مجھے ٹھگ اور پاکھنڈی کہتا ہے!

تانترے:۔ (ہاتھ مٹکاتے ہوئے) نیچ کمینہ ہوگا تو! تیرا گوتر! جو لوگوں کو بدھو بنا کر لوٹتا ہے۔

دَھر:۔ (انگوٹھے نچا کر) میں اتم پروہت ہوں! برہم کی سرسوتی میرے مکھ میں باس کرتی ہے! تمہاری طرح بھیڑیں چُرا کر یا چمڑے رنگ کر پیٹ نہیں بھرتا!

تانترے:۔ (نفرت سے) دوسروں کے دان پر پلنے والا نکھٹو! ڈھونگ باز!

دھر:۔ (غصہ میں آگے بڑھ کر تانترے کا گلا پکڑتے ہوئے) ارے! تو! مجھے نکھٹو اور نکما کہتا ہے؟

تانترے:۔ (پھرتی سے دھر کو نیچے ٹیکتے ہوئے) لے تجھے دوسروں کو نیچ کہنے کا مزا چکھا دوں!

دونوں گتھم گتھا ہوکر ایک دوسرے کو نوچتے ہیں اس وقت ہاتھوں میں کام کرنے کے لیے بسولے لئے نندی اور کاک داخل ہو کر ٹھٹھک جاتے ہیں)

نندی:۔ (دبی آواز میں کاک سے) ارے! دیکھو دیکھو! یہ بوڑھے

گدھے بھی کشتی لڑنے لگے!

کاک:۔ چپ رہو! یہ مکھیا لوگ ہیں!

نندی:۔ اگر یہ مکھیا لوگ ہی لڑنے لگے۔ تو لوگوں کو کیا سیکھ سکھائیں گے؟

کاک:۔ (لڑائی کی جھلک دیکھ کر خوشی سے) وہ مارا!

نندی:۔ دیکھو دیکھو! کیا چیتوں کی طرح گرّا رہے ہیں!

کاک:۔ ارے! یہ تو لہو لہان ہو چکے ہیں!

نندی:۔ چلو ان کو چھڑا دیں (دونوں بڑھتے ہیں)

تانترے:۔ (چلّا کر) ٹھہرو! کوئی مت چھڑانا اِن پاکھنڈی کو!

(نندی تانترے کو اور کاک ڈھر کو پکڑ کر ایک دوسرے سے الگ کر دیتے ہیں۔ زبانی لڑائی جاری رہتی ہے۔)

ڈھر:۔ (زمین پر تھوک کر) میں تھوکتا ہوں تمہارے اِن خیالوں پر!

تانترے:۔ (دوبارہ تھوک کر) میں دو بار تھوکتا ہوں تمہارے وچاروں پر!

(اسی وقت ہاتھ میں پھاوڑا لیے تیزی سے کام پر جاتی ہوئی شاریکا۔ جھگڑا دیکھ کر کھڑی ہو جاتی ہے)

شاریکا:۔ (دور سے پکار کر) نندی! کاک! یہ کیا ہو رہا ہے

تم لوگ ابھی تک کام پر کیوں نہیں گئے۔

نندی:۔ (ڈرتے ڈرتے) وہیں جا رہے تھے دیوی ... مگر ان مکھیا لوگوں کی ہاتھا پائی چھڑ لے رک گئے۔

غیاریکا:۔ ارے! ان دقیانوس لوگوں کے جھگڑے کبھی ختم نہ ہوں گے! ان کو انہیں کے حال پر چھوڑو کو تم جلدی کام پر پہنچو! آج آخری چٹان توڑی جا رہی ہے۔ (تیزی سے نکل جاتی ہے لڑائی جاری رہتی ہے)

دھر:۔ چھوڑ دو مجھے! میں اس پاپی کو آج ہم لوگ شیش کر ہی دم لوں گا!

تانترے:۔ آ! آ! تجھے جہنم کا راستہ دکھا دوں!

نندی (تانترے کو دھکا دے کر چھڑاتے ہوئے) جاؤ! لڑو! مرو!

کاک (دھر کو دھکیل کر) جاؤ! تم بھی نکال لو اپنا ابال!

تانترے:۔ ارے تو کیا تم لوگ ہمیں لڑانا چاہتے ہو؟

(اسی وقت کر، در اور لاغر کیشپ لاٹھی کے سہارے ڈگمگاتے ہوئے داخل ہوتے ہیں اور سب لوگوں کو دیکھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں)

کیشپ:۔ (سب سے) ارے تم لوگ اب تک کام پر نہیں گئے؟

کاک:- (آگے بڑھ کر پرنام کرتے ہوئے) نہیں جانتے تھے پتا!
مگر ان مکھیا لوگوں کی لڑائی چھڑانے رک گئے!

تندری:- یہ لوگ تو آپس میں مار پٹائی کر رہے تھے!

کیشپا (دھر اور تانترے سے) کیوں سبحدر جنو! یہ کیا حالت بنا
رکھی ہے؟

دھر (شکایت کے لہجے میں) یہ پاپی سومیش پشادر آدمی دیوتاؤں
کو جڑ پدارتھ کہہ کر اپمانت کرتا ہے!

تانترے:- اور یہ پاپی کہتا ہے کہ ایشور نام کی کوئی چیز
ہے ہی نہیں۔

دھر:- یہ مورکھ ہے!

تانترے:- مورکھ یہی ہے!

کیشپا:- (دکھی دل سے) مورکھ تم دونوں ہی ہو!

دونوں:- (ایک ساتھ) ہم؟

کیشپا:- ہاں تم دونوں! اس سمے جب کہ ساری کاشر
پرجا دن رات سرتوڑ محنت کر رہی ہے — تو تم
لوگ ان بے ارتھ کے جھگڑوں میں اپنی شکتی کو
نشٹ کر رہے ہو!

دھر:- تو کیا سنسار کو چلانے اور بنانے والے دیوتا
بے ارتھ ہیں؟

تانترے:۔ سب دیوتاؤں کا بھی دیوتا ایشور فضول جھگڑا ہے؟

کیشپ:۔ ہاں تم لوگوں نے اُسے فضول جھگڑا ہی بنا کر رکھ دیا ہے!

دونوں:۔ ہم نے؟

کیشپ:۔ ہاں! ہاں تم مورکھوں نے! ——— ایشور اور دیوتا تو من میں ماننے کی بھاونائیں ہیں! نہ کہ اس طرح آپس میں سرپھٹول کرنے کی؟

تانترے:۔ میں کہتا ہوں ایشور ہی تمام شکتیوں کا سرورت ہے۔

کیشپ:۔ اُس دیالو پربھو نے ہاتھ پیر کان۔ آنکھ۔ من بدھی آدمی سب کچھ دے کر انہیں بھی سرو شکتی مان بنایا ہے؛ جاؤ سب کے ساتھ مل کر کام کرو!

دیکھر:۔ پرنتو ستیہ کی کھوج؟

کیشپ:۔ ایشور جیتی ہے؛ کرم ہے! اُدّم کرو۔ کام کرو یہی سب سے بڑا سچ ہے۔ (نندی اور رنکا کے سے) جاؤ ان دونوں کو پکڑ کر کام پر لے جاؤ (دونوں بھٹ بڑھتے ہیں)

دیکھر:۔ پرنتو آپ ایک بات تو سنیں۔ ۔ ۔

کیشپ :- یہ باتوں کا نہیں کام کا سمے ہے : بے حیاؤ
نہیں کام پر ! وہیں ان کو سچے ایشور کے درشن
ہوں گے ۔

(کاک اور نندی دونوں کو گھسیٹتے ہوئے
لے جانے لگتے ہیں)

نانترے :- (جاتے جاتے مڑکر) مگر ہم تو مکھیا لوگ ہیں ۔۔۔۔
کیشپ :- (ڈانٹ کر) کوئی نٹھلا مکھیا نہیں ہو سکتا ! مکھیا وہ جو
سب سے زیادہ کام کرے ! سب سے ادھک
بلیدان دے !

(کاک اور نندی دونوں کو لے جاتے ہیں
اکیلے کیشپ پریشان حال ، ہاتھ ملتے ہوئے
بڑبڑانے لگتے ہیں ۔ اسی وقت انہیں کو
تلاش کرتی ہوئی سی اپرنا داخل ہوتی ہے)

اپرنا :- (داخل ہوتے ہی کیشپ کو دیکھ کر) بابا ! آپ ، اس روگی
حالت میں کہاں چل پڑے ؟

کیشپ :- (کمزور کانپتی ہوئی آواز میں) کام پر ! میں کاشروں کی
اپنی دھرتی کاشمیر کو دیکھنے کے لئے ہی اب تک
جیوت ہوں بیٹی ! تمہاری اور دیوی شاریکا کی سیوا
نے مجھے بچا لیا نہیں تو کب کا چل بسا ہوتا ! مگر

مجھے ان جھگڑالو لوگوں کی باتیں سُن کر بہت دُکھ ہوتا ہے۔! یہ دھُر اور تانترے تو بس ہر وقت لڑتے ہی رہتے ہیں۔ کام چور کہیں کے!

اپرنا :۔ آج پر اُجکت، پر کبھی لڑائی ہوتے ہوتے رُکی بابا!

کیشپ :۔ اچھا! کس کی؟

اپرنا :۔ صبح سویرے جب اندر سب گونترلوں میں اپنا اپنا کام بانٹ کر چلے گئے۔ تو دھوبیوں کے حصّہ میں بہت کم کام آیا۔ تب ان لوگوں نے مُدگلوں کے بھاگ میں بھی کام کرنا شروع کر دیا ــــ اس پر مُدگل لوگ بھڑک اٹھے!

کیشپ :۔ اچھا! کام کے لئے گونتروں میں اتنی ہوڑ؟

اپرنا :۔ ہاں! تب دتاتریوں اور اپمنیوں نے دھوبیوں کا ساتھ دیا ــــ ادھر بھاردواج اور اُدگر مُدگلوں کی طرف سے اٹھ کھڑے ہوئے!

کیشپ :۔ تب؟

اپرنا :۔ تب کیا تھا! دونوں طرف سے بھالے اور ترشول تک اٹھا لئے گئے!

کیشپ :۔ شو۔۔۔ شو۔۔۔ شو! کاشروں میں اتنی پھوٹ کھنا!

اپرنا :۔ اسی وقت ہم تین سو لڑکیاں بیچ بچاؤ کرتے کود

پڑیں — تب کہیں جا کر جھگڑا سماپت ہوا۔
کیشپا :- اور یہ آگ بھڑکانے والا اندر خود کہاں چلا گیا تھا؟
اپرنا :- وہ تو اُس وقت لوہاروں کے ٹولے میں کام کر رہا تھا! پرنتو اس جھگڑے کا تو اُس بیچارے کو پتا بھی نہیں!
کیشپا :- اور یہ باقی مکھیا لوگ کہاں مر گئے تھے؟
اپرنا :- رُودر بانجھیوں کے ساتھ تھے تو ورُن ملاحوں کا کام دیکھ رہے تھے۔ باقی والوں کی کسی نے سُنی تک نہیں! یہ کاچر، کنجر، جوتر، اور شمبر۔ آدمی بھٹ کسی سے تھمتے ہی نہ تھے۔
کیشپا :- ایک ہی گن کے لوگوں میں اتنی لے دے کا ہونا اچھے لچھن نہیں ہیں بیٹی! ایشور ہی سب کو سُدھی دے!
اپرنا :- مگر ایک ہی گن میں یہ گوتروں کے الگاؤ کیسے بن گئے بابا؟
کیشپا :- اری بیٹی! گن تو اس چلتے پھرتے چھوٹے کنبے کا نام تھا۔ جو اپنے پشوؤں کے چارے کی تلاش میں آج یہاں کل وہاں گھومتا پھرتا تھا۔ پرنتو منشیوں اور پشوؤں کی گنتی جب سینکڑوں سے

ہزاروں تک بڑھتی گئی تو تم ہی بتاؤ اتنے بڑے
کُل کا ایک جگہ نباہ کیسے ہوتا ؟

ایرنا :- (حیرانی سے) اتنے سارے پشوؤں کا تو گھاس
چارہ جُٹانا بھی کٹھن ہو جاتا ۔

کیشپ :- تو بس اِس لئے میں نے بھی اپنے گن پریوار
کو چھوٹے چھوٹے گوتروں میں بانٹ کر الگ الگ
چراگاہوں میں بسا دیا ۔ مگر اب تو ایک ایک گوتر
بھی کئی کئی گاؤں بن گیا گن بیچارے کا تو نام
باقی رہ گیا ہے ! اسی لئے تو میں نے کُل پتی
کا چلن ہٹا کر پنچایتوں کی ریتی چلائی ہے ۔ تاکہ
سب ہی لوگوں کے وچاروں اور بھاؤناؤں کا
میل ہو سکے ۔

ایرنا :- اپنی دھرتی کاشمیر کے بن جانے پر تو آپ کا
یہ پریوار اور بھی بڑھنے پھلنے لگے گا ۔!

کیشپ :- ہاں ! یہ سب اُس ایشور کی کرپا ہے !۔ یا پھر
اِن رُدر اور اندر کی انتھک محنت کا پھل سمجھو!
سچ پوچھو تو اِن دو نے ہی میرے سپنے کو
اصلیت کا روپ دے دیا ہے !

ایرنا :- [illegible]

یاپا ؟

کیشپ :- (جذبات میں) دونوں آدمی - اُنسا ہی - دیر اور بلوان نوجوان ہیں - بس جیسے میری اپنی ہی جوانی - دو روپوں دوگنی ہو کر واپس آگئی ہو !

اپرنا :- پھر بھی کوئی سا تو . . . .

کیشپ :- نہیں ! نہیں ! وہ دونوں ہی میرے ہاتھ ہیں میری آنکھوں کی پتلیاں ہیں ! میں بھلا کس کو کم سمجھوں ؟ (کچھ رک کر مسکراتے ہوئے) تم ہی بتاؤ تمہیں کون اچھا لگتا ہے ؟

اپرنا :- (شرما کر منہ پھیرتے ہوئے) اوہ ! میں کیا جانوں ؟ (بات بدلتے ہوئے) مگر یاپا ! یہ پانچ برس کا کام تو تین ہی سالوں میں پورا ہو چلا !

کیشپ :- ہاں بیٹی ! یہ بھگوتی کی دیا سے چٹانیں کومل سلپاٹ پتھر کی نکلیں ! لوہے جیسی دھات ہاتھ لگ گئی ! پھر رودر کی طاقت ! اندر کی چتورائی اور کاشرن کی ایکتا اُس پر براہمنوں کا ساتھ مل جانا ان سب باتوں نے اس مہان یگیہ کو پورن بنایا ہے -

اپرنا :- اچھا ورن کہتے تھے کہ اب تو دس پانچ دنوں میں ہی پانی بہہ نکلنے لگے گا !

کیشپ :- (فکر میں) ہاں ! مگر اس پر اجکت کا سب سے کٹھن

مرحلہ بھی یہی ہے بیٹے !

اپرنا:۔ کٹھن مرحلہ ؟

(اِس وقت ہوا اندر ہانپتا اور گھبرایا ہوا داخل ہوتا ہے ۔)

اندر:۔ (داخل ہوتے ہی) پدر! پدر! منع کرلو اُس رُودر کو... منع کرلو!

اپرنا:۔ (گھبراکر) کیوں کیا بات ہے؟ کوئی جھگڑا .....

اندر:۔ (گھبراہٹ اور جلدی میں) نہیں! نہیں! جھگڑا کوئی نہیں! چٹان کٹ چکی ہے پہاڑی میں سے پانی رسنا شروع ہوگیا ہے! مگر وہ اب بھی نیچے کی تہہ میں بیٹھا آخری پتھر توڑ رہا ہے!

کیشپ:۔ (بڑبڑاتے ہوئے) ہے پرماتما! وہ کٹھن گھڑی آپہنچی. اب تو رکھشا کرنا!

(پردہ میں شور اور آوازیں)

آواز:۔ نکل آؤ رُودر! باہر آجاؤ! پانی زیادہ رِسنا شروع ہوگیا ہے

اندر:۔ (گڑگڑاکر) سب لوگ باہر نکل آئے ہیں! مگر وہ اب بھی نہیں مانتا! بچالو! بچالو بابا۔ اس کو بچالو!

کیشپ:۔ (بڑبڑاتے ہوئے) اگر اُن پتھروں کے ہٹتے پانی

کی دھار بہہ نکلا، تو ہماری برسوں کی محنت اکارتھ جائے ... ... کبھی نہ کبھی تو وہ آخری پتھر اوشیہ توڑنے ہوں گے !

اپرنا۔ (ابلکتے ہوئے) مگر بابا ...

اندر۔ میں ان پراہوں کو وہاں بھیجے دیتا ہوں ! مگر تم ان کو بچالو !

کیشپ۔ (کانپتی آواز میں) پراہوں کو بھیج دوں ؟ ... نہیں ! نہیں ! میرا رودر اتنا سوارتھی نہیں ہے ! وہ کبھی ہاتھ نہیں ملنے دے گا۔ کبھی نہ مانے گا !

(پردہ میں سے شور اور آوازیں) نکل آؤ ! نکل آؤ رودر ! پانی کا دباؤ بڑھ رہا ہے !

(رودر کی آواز دور گہرائی میں سے) کوئی پرواہ نہیں ! اگر یہ پتھر نہ ٹوٹے تو کام ادھورا رہ جائے گا !

(شور ہوتا ہے)

اندر۔ سنو ! سنو ! وہ نہیں مان رہا ... نہیں مان رہا !

اپرنا۔ (چپ چاپ آنسو پونچھتی ہے)

کیشپ (گھبراہٹ میں) ہے ایشور ! ہے پربھو !

آواز (پردہ میں سے) آپ دیر مت کرو رودر ! جلدی سے نکل آؤ ! مٹی کے بڑے بڑے تودے چل رہے ہیں !

رُودر کی آواز (گھبرائی ہوئی سے) میں اپنے کام کو اوشیہ پورا کرکے آؤں گا۔! کچھ چنتا مت کرو!

اندرما۔ (پھر خوشامد کرتے ہوئے) سُنو! سُنو! وہ نہیں مان رہا! (اپرنا سے) تم ہی چل کر کہو اپرنا! شاید تمہارا کہا مان جائے!

کیشا:۔ اوم... شانتی... شانتی... شانتی

اپرنا:۔ (چپ چاپ ڈبڈبائی آنکھوں سے دیکھتی رہتی ہے)

اندر:۔ (گھبراہٹ میں ہاتھ ملتا ہے)

اسی وقت پردہ میں شور اُٹھتا ہے باندھ پھٹنے کی زوردار آواز دیر تک آتی ہے لوگوں کے چلّانے کی آوازیں سنائی دیتی ہیں:

ا:۔ پکڑو! پکڑو!

ب:۔ رُودر دب جائے گا۔

اپرنا:۔ (بجلی کی تیزی سے اندر کی طرف بھاگتے ہوئے چلاکر) رُودر! میرے رُودر! آ جاؤ! نکل آؤ!...

اپرنا چلی جاتی ہے اُس کی چیخیں دیر تک سُنائی دیتی ہیں۔ اُس کے پیچھے اندر بھی نکل جاتا ہے۔ شور جاری رہتا ہے۔ لاٹھی کے

سہارے کانپتے ہوئے کیشپ بھی شانتی شانتی کہتے اسی طرف سے چلے جاتے ہیں۔ سارے ماحول پر دہشت سی طاری ہو جاتی ہے۔

پردہ

چھٹا سین

اپرنا یگیہ شالہ میں اکیلی اُداس بیٹھی دُور دُور تک پھیلی کاشمیر کی نئی دھرتی کو دیکھ رہی ہے۔ چاروں طرف بہار کے پھول کھل رہے ہیں۔ دُور کہیں سے کسانوں کے ہنسنے اور گانے کی آوازیں آ رہی ہیں اُسی وقت حیرت بھری نگاہوں سے چاروں طرف ڈھونڈھتا ہوا سا اندر داخل ہوتا ہے۔

اندر:۔ (اپرنا کو بیٹھے دیکھ کر) اپرنا! میری پیاری اپرنا!

اپرنا:۔ (دیوانوں کی طرح چپ رہنے کا اشارہ کر کے منہ پھیر لیتی ہے)

اندر :- (جذبات میں) آج ساری کائنات بہادر کاشروں کو اُن کی بے مثال کامیابیوں پر بے مثال مبارکباد پیش کر رہی ہے۔ نئی نویلی دھرتی کا دامن رنگ برنگے پھولوں کے نایاب تحفوں سے بھر گیا ہے۔ بدمست بھنورے حسن و عشق کے نغمے الاپ رہے ہیں۔ سبزہ زاروں کی بساط پر شبنم کے موتی رقص کر رہے ہیں۔ اندر اس جشن بہاراں کے موقعہ پر تم یوں اکیلی اور اُداس بیٹھی ہو؟

اپرنا (دیوانوں کی طرح) ہش! ہش! . . . . چپ! وہ سو رہا ہے!

اندر (حیرانی سے چاروں طرف دیکھ کر) کون؟ کہاں؟

اپرنا :- (اسی دیوانگی میں) وہی! میرا پریتم! تمہارا دوست! روُور!

اندر :- (مایوس ہو کر) کیوں اپنے آپ کو ٹھگتی ہو۔ اُسے شہید ہوئے تو ایک سال بیت چکا ہے۔ جو مر گیا! ختم ہو گیا! اس صفحۂ ہستی سے مٹ گیا۔

اپرنا :- (دبی آواز میں) نہیں مرا نہیں! سب کی خاطر بلیدان دیکر امر ہو گیا ہے! دیوتا بن گیا ہے! بابا کہتے ہیں دیوتا کبھی نہیں مرتے! کبھی نہیں مرتے!

اندر:۔ (آہ بھر کر رسی آواز میں) یہ ٹھیک ہے کہ وہ ہم سب کی ترقی اور بھلائی کی خاطر شہید ہوا۔ آریوں کی یہ قوم یگوں یگوں تک اُس کی پرستش کرتی رہے گی۔ مگر ان بیتے خوابوں کے پیچھے تم اپنی اس بیش قیمت جوانی کو یوں برباد مت کرو! مت کرو ایرنا!

ایرنا:۔ (اسی دیوانگی میں) ہش! تم چپ رہو وہ جاگ جائے گا!

اندر:۔ (دکھی ہو کر) ایرنا! میں کب سے تمہارا منتظر کھڑا ہوں! نکل آؤ! ماضی کے ان پُر فریب ویرانوں میں سے لوٹ آؤ! وہاں اب کوئی نہیں! کوئی نہیں! کوئی ... نہیں ہے!

ایرنا:۔ ہے! میرا رُودر! میرے دل کی گہرائیوں میں سُکھ کی نیند سو رہا ہے (چونک کر) سنو سنو ہوائیں اسی کے سانسوں کی باس بس رہی ہے۔

اندر:۔ (گڑ گڑا کر) جوانی کے اس سُندر پھول کو یوں ویرانوں میں مت بکھیرو ایرنا! آؤ! آؤ! میری اس سونی جھولی کو پیار کی خیرات سے بھر دو۔

ایرنا:۔ (تیکھی آواز میں) یہ پھول سب کی بھلائی چاہنے والے اُس شیو مہا دیو رُودر کے چرنوں پر نچھاور ہو چکا

ہے! اِس سے اب کسی دوسرے کی جھولی نہیں
بھر سکتی!

اندر :۔ (جھنجھلا کر) مگر کہاں! کہاں ہے۔ اِس بحرِ بیکراں کا
کِنارا! کہاں ہے۔ تمہارے پیار کا وہ سہارا!

اپرنا :۔ (دیوانہ وار مسکراہٹ اور حیرانگی سے) ارے . . . ارے
تم اُسے نہیں دیکھ رہے ہو (سنجیدہ آواز میں) وہ اِس
ہاڑ ماس کی دُنیا سے دُور پرے! میری انتر آتما
کے سترنگے اُفق پر مسکراتا ہوا سو رہا ہے! سو رہا ہے!
قہقہہ! قہقہہ . . . .

اندر (چڑھ کر) یہ وہم ہے! خود فریبی ہے! بُت۔
۔ پرستی ہے!

اپرنا (ان سُنی کر کے) ایک شریر کی قید سے نکل کر
وہ اِس سرشٹی کے کن کن میں سما گیا ہے سرب
وِیاپک ہو گیا ہے۔

اندر :۔ اپرنا!

اپرنا :۔ یہ برفانی چوٹیاں اسی کا مکٹ ہیں! کھیتوں کی
ہریالی میں اُسی کی جوانی لہرا رہی ہے! پھولوں
کی ہنسی میں وہی مسکرا رہا ہے! چھلچھلاتے جھرنوں میں
وہی ناچ رہا ہے۔ (دروازے سے آتی ہوئی گیت کی

آواز سُن کر) سنو سنو: اُن کاشتکاروں کے گیتوں
میں وہی گا رہا ہے۔

اندر:۔ تم اِس زندگی کو ضرور برباد کر کے ہی رہو گی۔؟

اپرنا:۔ (بے بسی میں) یہ جیون ہے ہی کیا! ایک کھِلا ہوا
پھول دو گھڑی کا مہمان اور پھر دھول کا دھول!

اندر:۔ یہ تمہیں کیا ہو گیا ہے اپرنا! میری باتوں کو سمجھو!

اپرنا:۔ (اعتماد کے ساتھ) مجھے کشماں کرنا اندر! میں اب
پیچھے نہیں لوٹ سکتی! (منہ پھیر لیتی ہے)

(اندر دُکھ سے سر تھام کر وہیں بیٹھ جاتا ہے
اسی وقت خوشی سے ہنستی ہوئی شاریکا داخل
ہوتی ہے)

شاریکا:۔ بدھائی! بدھائی ہو! اندر تمہیں مبارک ہو!

اندر:۔ (مایوسی میں سر اٹھا کر دیکھتا رہ جاتا ہے)

شاریکا:۔ گن پنچایت نے تمہیں دو ہزار سپاہیوں کی سینا
دینا مان لیا ہے۔ کل ہی کوچ ہوگا!

اندر:۔ (مایوسی سے) میں شکر گزار ہوں تم سب کا! مگر
مجھے اب اس کی کوئی ضرورت نہیں!

شاریکا:۔ (اچنبھے میں) کیوں؟ تم اپنے ایران کو دشمنوں
سے آزاد نہیں کراؤ گے؟

اندر :- (ٹھنڈی آہ بھر کر) نہیں!

اپرنا :- (تڑپ کر) یہ کایرتا ہے اپنے کرتویہ سے انکار ہے!

اندر :- (دردبھری جھنجھلاہٹ کے ساتھ) میری امید! میری ہمت میرا دل ٹوٹ چکے ہیں۔

اپرنا :- (بھرائی آواز میں) میرے پیار کے نام پر یہ کلنک مت لگاؤ! اندر! جاؤ! جاؤ! مجھ سی ہزاروں اپرنائیں تمہاری راہ تاک رہی ہیں!

اندر (خوشی سے چونک کر) تو کیا! تو کیا! تمہارے دل میں اب بھی میرے لیے کوئی مقام ہے۔

اپرنا (آنسو بھری آنکھوں سے آنکھوں اور سر کو ہلا کر سویکار کرتی ہے)

اندر (خوش ہو کر) تو بس تو میرے لیے اتنا کافی ہے! تمہاری اس پاک محبت کے سہارے میں زندگی بھر آزادی وطن کے لیے لڑتا رہوں گا۔

کیشپ :- (لاٹھی کے سہارے داخل ہوتے ہوئے لرزتی آواز میں) شاباش! شاباش! میرے بچے کاشمیر کی یہ دھرتی تمہیں کبھی نہیں بھولے گی۔ کبھی نہیں بھولے گی۔

اندر :- (دو زانو ہو کر اپرنا سے) میں لاکھ لاکھ نمسکار کرتا ہوں تمہیں اور تمہارے دل کے دیوتا اس عظیم

رُوور کو (جلدی میں آنسو چھپاتا ہوا چلا جاتا ہے۔ شاریکا اور کیشپ دیکھتے رہ جاتے ہیں اپرنا سسکتے ہوئی کھڑی رہ جاتی ہے)

کیشپ:۔ (کچھ دیر لگ کے سنبھل کر سسکتی اپرنا کا ہاتھ تھامتے ہوئے) چلو بیٹی چلو ہمیں ابھی اپنے رُوور کے بہت سے ادھورے کام پورے کرنے ہیں (دھیرے دھیرے چلنے لگتے ہیں)

پردہ

ختم شدہ